بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیر سرپرستی:
عزیز ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ
سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ | فروری ۲۰۱۵ء

جلد نمبر ۳۹ شمارہ ۲

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی
نائب مدیر: محمد طفیل احمد مصباحی
منیجر: محمد محبوب عزیزی
تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی
مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی
مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور
اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur. Azamgarh
(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 20 روپے
سالانہ: 200 روپے

چیک اور ڈرافٹ
بنام
مدرسہ اشرفیہ
بنوائیں

کوڈ نمبر —— 05462
دفتر ماہنامہ اشرفیہ —— 250149
الجامعۃ الاشرفیہ —— 250092
دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلہ دیش، پاکستان، سالانہ
500 روپے
دیگر بیرونی ممالک
20 $ امریکی ڈالر £ 15 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

مولانا محمد ادریس مصباحی نے نشاط آفسیٹ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

خصوصی شمارہ — بائیسواں فقہی سیمینار، مجلس شرعی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

اداریہ	مجلسِ شرعی کا بائیسواں فقہی سیمینار	مبارک حسین مصباحی	۳

خطبات

دعوتِ فکر	خطبۂ صدارت	عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ	۷
خوش آمدید	خطبۂ استقبالیہ	علامہ محمد احمد مصباحی	۹

منظرنامہ

چشم دید	اصحابِ مقالات و شرکاے سیمینار	مولانا عرفان عالم مصباحی	۱۲

تلخیصات

خلاصۂ مقالات	فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت	مولانا نفیس احمد مصباحی	۱۵
خلاصۂ مقالات	ضروریاتِ دین و ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی وضاحت	مولانا ساجد علی مصباحی	۲۸

متفقہ فیصلے

اجتماعی نقطۂ نظر	مجلسِ شرعی کے فیصلے	مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی	۳۹

تاثرات

اظہارِ مسرت	تاثراتِ علماے اہلِ سنت	مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی	۵۴

جامعہ اشرفیہ میں حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ قادری کے لیے ایصالِ ثواب

۸ / ربیع الاول ۱۴۳۶ھ / ۳۱ / دسمبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ کراچی پاکستان میں شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی کا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ قاری صاحب حضرت صدر الشریعہ کے دوسرے صاحب زادے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) یوپی میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں حفظ قرآن کیا اور فضیلت کی تعلیم حاصل کر کے دستارِ فضیلت اور سندِ فضیلت سے نوازے گئے۔ آپ نے ہندوستان میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۸ء میں حضرت قاری صاحب پاکستان کے مستقل شہری ہو گئے اور نیو میمن جامع مسجد کراچی کے امام و خطیب کے منصب پر تاحیات فائز رہے، ساتھ ہی دار العلوم امجدیہ آرام باغ کراچی میں ۱۹۸۳ء تک تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر دار العلوم نوریہ رضویہ سے منسلک ہو گئے۔ آپ کا بڑا کارنامہ دار العلوم نوریہ رضویہ اور کلیۃ البنات کا قیام ہے۔ یہ تعلیم ادارے پاکستان کے معروف اور مرکزی اداروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے اپنا ذاتی مکتبہ رضویہ قائم کیا جس سے درجنوں کتابیں شائع کیں۔ موصوف بلند فکر و نظر کے حامل تھے آپ حضور حافظِ ملت قدس سرہ العزیز سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل کے آغاز پر آپ نے ہدیۂ تبریک پیش کیا تھا۔

آپ کے وصالِ پر ملال کی خبر ملتے ہی جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تعزیتی نشست کا انعقاد ہوا، جامعہ اشرفیہ کے سربراہِ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی، حضرت مولانا عبد الحق رضوی، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مفتی نسیم احمد مصباحی وغیرہ نے اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ تعزیتی نشست میں کثیر اساتذہ اور طلبہ نے شرکت فرمائی اور حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ صاحب کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

از: مبارک حسین مصباحی

مجلسِ شرعی کا بائیسواں فقہی سیمینار

سو سے زائد علما اور فقہا کی شرکت اور جدید مسائلِ شرعیہ کا حل

مبارک حسین مصباحی

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور ایک انتہائی فعال اور معتمد ترین شعبہ ہے، اس شعبے کے زیرِ اہتمام اب تک بائیس کامیاب فقہی سیمینار ہو چکے ہیں اور درجنوں جدید فقہی مسائل حل ہو چکے ہیں، گزشتہ چند سالوں سے مجلس شرعی کے سیمینار ممبئی، اندور، بھیونڈی، علی گڑھ اور پونے میں منعقد ہوئے۔ ہم اس موقع پر ان تمام داعیوں کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے اپنی شخصیات کے اثر اور تعاون سے سیمینار کی ذمہ داریاں قبول فرمائی تھیں۔ امسال ۱۵/۱۶/۱۷/ار صفر ۱۴۳۶ھ /۹/۱۰/۱۱/ر دسمبر ۲۰۱۴ء کو بائیسواں فقہی سیمینار امام احمد رضا لائبریری کے وسیع ہال میں منعقد ہوا۔ ہزاروں مبارک بادیوں کے مستحق ہیں مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ کے ذمہ داران جنھوں نے اس اہم دینی خدمت کو بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اس سجدۂ شکر کے موقع پر ہم ذکرِ خیر کریں گے امینِ ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا جن کی سرپرستی کے گھنیرے سائے میں مجلس شرعی اور جامعہ اشرفیہ ترقیات کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ اس سیمینار کی کامیابی میں بھی حضرت شیخ برکاتیت کی دعائیں قدم قدم پر شاملِ حال رہیں۔

بائیسویں فقہی سیمینار میں مسندِ سرپرستی پر جلوہ بار تھے مرشدِ طریقت شہزادۂ حافظِ ملت حضرت عزیزِ ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور جب کہ مجموعی مسندِ صدارت کو زینت بخش رہے تھے صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات و صدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ اور تمام نشستوں کی نظامت انجام دے رہے تھے سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین و ناظمِ مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

پہلی اور دوسری نشست ”بینک کے لیجر بک پر رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں“

زیرِ صدارت محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

۱۵/ر دسمبر ۲۰۱۴ء کو ساڑھے آٹھ بجے تلاوتِ کلامِ ربانی اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ سے سیمینار کا آغاز ہوا۔ صدر اجلاس نے اپنے مختصر صدارتی خطبے میں فقہی سیمینار کی ضرورت اور جدید فقہی مسائل کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ حضرت نے موجودہ حالات کے تناظر میں بھی اس سیمینار کی رفعت و عظمت کو بیان فرمایا۔ صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی نے اپنا تحریری خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جس میں سیمینار کے دیگر مقامات کا ذکر کرتے ہوئے مندوبین کا شکریہ ادا کیا گیا۔ حضرت نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں ایک سماں باندھ دیا تھا۔ حضرت نے دیگر امور کا ذکر کرتے ہوئے حسب ذیل اقتباسات بھی پیش کیے۔

> ”دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کی سرگرمیاں یقیناً قابلِ تحسین اور لائقِ تائید ہیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ ان کی بھی ناقدری ہو رہی ہے، نہ خود آگے بڑھ کر کام کرنے کا جذبہ، نہ دوسرے کو کام کرتا ہوا دیکھنا گوارا۔ آخر ملت اور جماعت کا فروغ کیسے ہو؟ اور بدمذہبی و بے دینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند کون باندھے؟
>
> ہمیں خود داعیانہ فکر پیدا کرنی ہوگی اور دوسرے داعیوں کی بھی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی، تاکہ ہر محاذ پر کام ہو سکے۔ آج درس گاہوں سے نکتہ رس مدرس اور زبان آور خطیب تو بہت پیدا ہو جاتے ہیں، مگر مخلص مبلغین کی پیداوار افسوس ناک حد تک کم ہے۔ حالات کا مقابلہ کرنا ہے تو دانش مندی اور منصوبہ بندی کے ساتھ قدم آگے بڑھانا ہوگا، ہر میدان کے افراد تیار کرنا اور انھیں کام سے لگانا ہوگا۔“

 mubarakmisbahi@gmail.com

اس موضوع کا سوال نامہ حضرت مفتی بدر عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے مرتب فرمایا اور ایک سو سے زائد مندوبین کو ارسال کیا گیا۔ ان میں سے بیش تر قلم کاروں نے اپنی گراں قدر تحریر ارسال فرمائیں جن کی تلخیص حضرت مولانا صدر الوریٰ قادری استاذ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی اور شرکاے سیمینار کے سامنے تنقیح طلب امور پیش کیے۔ بحث و تحقیق کے بعد مسئلہ منقح اور فیصل ہو کر سامنے آیا۔ بعد میں بعض مندوبین کے کچھ تامل کی وجہ سے فی الحال وہ فیصلہ محفوظ کر لیا گیا ہے۔

دوسری نشست- "فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع سرمائے کی زکاۃ؟"

زیرِ صدارت پیرِ طریقت حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن مصباحی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ رشیدیہ، جون پور۔

یہ موضوع در اصل گزشتہ اکیسویں سیمینار منعقدہ پونے کا باقی ماندہ تھا، قلتِ وقت کے پیشِ نظر وہاں طے نہیں ہو سکا تھا۔ اس کا سوال نامہ سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی نے مرتب فرمایا تھا۔ تلخیص نگار حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور تھے۔

صدر باوقار نے دوسری نشست کی صدارت فرمائی اور اپنے خطبۂ صدارت میں اپنی مسرتوں کا اظہار فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب نام ور فاضلِ اشرفیہ ہیں۔ آپ نے برسوں تک اہم درس گاہوں میں تدریسی خدمات انجام دی ہیں اور فقہ و افتا کے میدان میں بھی آپ کے گراں قدر کارنامے ہیں۔ "قضاۃ کے فرائض و مسائل" کے تعلق سے آپ کا ایک انتہائی اہم فتویٰ "مجلسِ شرعی کے فیصلے" نامی کتاب میں بھی شامل ہے۔ اس کے مستفتی رئیس القلم علامہ ارشد القادری تھے۔ ان دنوں حضرت مفتی صاحب مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے صدر المدرسین تھے، ان کے فتوے پر جلالۃ العلم حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ اور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی اور دیگر اکابر اہلِ سنت کی تائیدات بھی ہیں۔ حضرت مفتی عبید الرحمٰن پہلی بار مجلسِ شرعی کے فقہی سیمینار میں شریک ہوئے اور دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ آپ نے اپنے گراں قدر تاثرات بھی عطا فرمائے جو ذیل میں درج ہیں۔:

> "یہ ناچیز خاکِ پائے درویشاں مورخہ ۱۶ر صفر ۱۴۳۶ھ میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار میں بغرضِ شرکت حاضر ہوا۔ مختلف نشستوں میں میری حاضری رہی، بحمدہ تعالیٰ اس میں جن جن موضوعات پر مقالہ نگار حضرات نے اپنی اپنی رائیں پیش کیں وہ بہت حد تک درست تھیں اور کافی اطمینان بخش بھی، کچھ مسائل تنقیح طلب بھی تھے۔ چوں کہ تمام نشستوں میں میری حاضری نہیں ہو سکی، اس لیے میں ان نشستوں کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کرنے سے قاصر ہوں، مگر جس انداز میں میری موجودگی میں باتیں ہوئیں اس سے مجھے اندازہ ہے کہ ان نشستوں میں بھی اطمینان بخش رائیں پیش ہوئی ہوں گی۔ یہ الجامعۃ الاشرفیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ دینی و شرعی مسائل کے حل کے لیے ملک کے اربابِ علم کو مدعو کر کے ان کی رائیں حاصل کرنے کی سعیِ بلیغ کرتا چلا آ رہا ہے۔ خداے ذوالجلال اس کی اس سعی کو قبول فرمائے اور الجامعۃ الاشرفیہ کو اس کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

اسی دوران پیرِ طریقت حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی دامت برکاتہم العالیہ نے "مجلسِ شرعی کے فیصلے" نامی وقیع کتاب کی رسمِ اجرا بھی فرمائی۔ ۵۴۴ صفحات کی اس گراں قدر کتاب کی ترتیب سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی نے فرمائی ہے۔ اس اہم کتاب میں عصرِ جدید کے ساٹھ اہم فیصلے ہیں جو امتِ مسلمہ کی تاریک راہوں میں مشعلِ راہ ہیں، جدید فقہی مسائل کی یہ دستاویز گزشتہ بیس سیمیناروں کے فیصلوں پر مشتمل ہے، اس کی اشاعت مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے کی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ عصر حاضر کے جماعتی اختلافات کے ختم کرنے کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کی ان محنتوں کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

تیسرا موضوع۔ فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت

زیرِ صدارت فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

تلاوت و نعت کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ صدر باوقار نے اپنے صدارتی خطبے میں انتہائی جامع اور مختصر گفتگو فرمائی۔ حضرت نے

موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا، عہدِ حاضر کے تناظر میں اس موضوع کی بڑی اہمیت ہے۔ قابلِ مبارک باد ہیں مجلسِ شرعی کے ذمہ داران جنھوں نے اس موضوع کا انتخاب کیا اور اسی کے ساتھ بے پناہ مبارک بادیوں کے مستحق ہیں مقالہ نگار حضرات جنھوں نے اس حساس موضوع پر اپنی قیمتی تحریریں عطا فرمائیں، صدر صاحب نے دیگر اہم شرکاے سیمینار کا بھی شکریہ ادا کیا۔

حضرت مفتی مطیع الرحمٰن نوری نے اپنے گراں قدر تاثرات میں فرمایا:

"مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۴ء، ۹؍۱۰؍۱۱؍ دسمبر بمقام جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں شرکت ہوئی۔ سیمینار کے موضوعات تھے (۱) ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ اہلِ سنت کی وضاحت (۲) فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت۔ (۳) اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم (۴) لیجر بک پر رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں؟ (۵) فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع سرمائے کی زکاۃ کیسے ادا کی جائے۔

مذکورہ بالا پانچوں موضوعات کے سارے مقالے سیکڑوں صفحات پر مشتمل تھے جن کو از اول تا آخر پڑھ کر سنانا ہی کئی دنوں کا متقاضی تھا؛ اس لیے ارکان مجلس نے اس کی تلخیص کر رکھی تھی، وہی پڑھنے اور سننے میں آئی۔

ہم نے دیکھا کہ ایک ایک موضوع پر مقالہ نگاروں کی آٹھ آٹھ، دس دس رائیں تھیں، مگر جب بحثیں شروع ہوئیں اور دلیلوں کا تجزیہ ہوا تو بیش تر عناوین پر سارے علما ایک رائے ہو گئے اور اسی کے مطابق فیصلہ ہوا۔ جس موضوع پر سارے حضرات متفق الرائے نہ ہو سکے تو تنگیِ وقت کی وجہ سے اس پر مزید بحث نہ ہو سکی اور اس کا فیصلہ اگلے سیمینار کے لیے موقوف رکھ دیا گیا۔

سیمینار میں مختلف صوبوں سے تشریف فرما اجلۂ علماے کرام و مفتیانِ عظام کے علاوہ خاصی تعداد میں نئی نسل کے علما بھی موجود رہے۔ اجلۂ علما کے ساتھ نئی نسل کے علما کی بحثوں کو سن کر اور متفقہ فیصلوں کو دیکھ کر میں اپنے قلبی احساسات کو کن الفاظ کا جامہ پہناؤں؟ بس یہ کہہ کر بات ختم کرتا ہوں کہ کتابوں میں پڑھی ہوئی "امامِ اعظم کی مجلس" کی یاد تازہ کر کے یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔"

اس موضوع کا سوال نامہ استاذنا المکرم صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی نے مرتب فرمایا اور ملک میں سو سے زیادہ علما اور فقہا کی بار گاہوں میں ارسال کیا گیا، بفضلہٖ تعالیٰ ۲۰ رقیمتی مقالات موصول ہوئے، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے اس کی گراں قدر تلخیص مرتب فرمائی۔ فقہی بصیرت کے حامل اہلِ علم و بصیرت نے موضوع کے تمام گوشوں کا تجزیہ فرمایا اور گراں قدر بحثوں کے بعد اصل مسئلہ منقح ہو گیا اور حل نوٹ کر لیا گیا

چوتھا موضوع۔ اردو تراجم قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم۔

زیرِ صدارت رئیس القلم حضرت علامہ یٰسٓ اختر مصباحی بانی و مہتمم دار القلم، دہلی۔

قراءت و نعت کے بعد چوتھی مجلس کا آغاز ہوا۔ صدر باوقار نے اپنے مخصوص لب و لہجہ میں ایک انتہائی جامع اور مختصر خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ صدر محترم نے اپنے تاثر میں فرمایا:

"بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ آج فقہی سیمینار کے تیسرے روز کی پانچویں نشست خیر و خوبی کے ساتھ جاری ہے جس میں علما و مفتیانِ اہلِ سنت و جملہ مندوبینِ کرام بڑی توجہ و دل چسپی و حاضر دماغی کے ساتھ سنجیدہ بحث و مباحثہ اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں کر رہے ہیں۔

مجلسِ شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ان فقہی سیمیناروں نے علماے اہلِ سنت کے درمیان تحقیق و تفقہ کا ایک تاریخ ساز ماحول پیدا کر دیا ہے اور اس کے ذریعہ ایک طرف جہاں جدید پیدا شدہ مسائل کے حل اور شرعی فیصلے کی خدمت انجام دی جا رہی ہے، وہیں دوسری طرف نوجوان علما کی بے مثال فقہی تربیت کی عظیم خدمات بھی انجام دی جا رہی ہیں۔

یہ بائیسواں فقہی سیمینار ہے۔ اس سے پہلے کے بیس سیمیناروں کے فیصلے "مجلسِ شرعی کے فیصلے" (جلد اول) کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان شائع شدہ فیصلوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام نے کتنی محنت اور صلاحیت و لیاقت کے ساتھ یہ شرعی و فقہی فریضہ انجام دیا ہے۔

میری دعا ہے کہ رب کائنات اسی طرح اِس مجلسِ شرعی اور اس کے ارکان و مندوبین کو اپنی توفیقِ خیر سے نوازے اور بیش از بیش خدمتِ دین و علمِ دین اور حلِّ مشکلات و مسائل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاه حبيبك سيد المرسلين عليه و علىٰ آلهٖ و أصحابه أجمعين."

سوال نامہ ناظم مجلسِ شرعی، سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے مرتب فرمایا۔ ۲۶ر مندوبین نے اپنی گراں قدر تحریریں ارسال فرمائیں۔ حضرت مولانا اختر کمال قادری استاذ جامعہ اشرفیہ نے ان کی تلخیص مرتب فرمائی، اس موضوع پر سیر حاصل بحث ہوئی، مگر افسوس کہ چند گوشے تحقیق طلب رہ گئے جس کی وجہ سے مسئلہ منقح ہونے سے رہ گیا، قلتِ وقت کے پیشِ نظر اسے موخر کر دیا گیا۔

پانچویں اور چھٹی مجلس: ضروریاتِ دین اور ضرورتِ مذہبِ اہلِ سنت کی وضاحت۔

اس موضوع کا سوال نامہ حضرت مولانا اختر حسین فیضی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے مرتب فرمایا اور اس کی تلخیص حضرت مولانا ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی۔

پانچویں مجلس کی صدارت استاذنا المکرم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ نے فرمائی اور گراں قدر خطبۂ صدارت سے شاد کام فرمایا اور چھٹی مجلس کی صدارت حضرت عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے فرمائی، حضرت عزیز ملت نے اپنے اہم اور وقیع خطبۂ صدارت سے محظوظ فرمایا۔ دونوں مجلسوں کے درمیان موضوعِ بحث بنا مسئلہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ حل ہو گیا۔ اس مسئلے کے تعلق سے سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی نے اپنے تحقیقی اور تفصیلی خطاب سے سرفراز فرمایا۔

مجلس کے آخر میں چند وقیع تاثرات بھی مختلف علاقوں سے تشریف لانے والے اہم علما اور فقہا نے عطا فرمائے۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت مولانا حبیب اللہ بیگ مصباحی ازہری استاذ جامعہ اشرفیہ، حضرت مولانا نظام الدین مصباحی استاذ دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، حضرت مولانا عبد الرحیم استاذ دار العلوم فیض صدیقہ سوجا شریف، راجستھان، حضرت مولانا محمد علی فاروقی قاضی و مفتی مدرسہ اصلاح المسلمین، رائے پور، چھتیس گڑھ۔ حضرت مولانا ممتاز احمد مصباحی صدر المدرسین شمس العلوم گھوسی، حضرت مفتی ایاز احمد مصباحی صدر المدرسین دار العلوم قادریہ، پونے۔

امسال بائیسواں فقہی سیمینار جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے زیرِ اہتمام ہوا تھا۔ اس کے باوجود چند اہم حضرات اور بین الاقوامی تبلیغی تحریک دعوت اسلامی نے اپنا خصوصی تعاون پیش کیا، تین روز تک تمام، مندوبین کے ناشتے اور کھانے کا انتظام دعوت اسلامی نے کیا اس کے لیے متعدّد اسلامی برادران شریکِ کار رہے۔ ہم ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور خاص طور پر ہم شکر گزار ہیں برادرِ گرامی جناب محمد طلحہ عطاری اور عالی جناب محمد اسلم رضا عطاری کے۔ اللہ اس تحریک کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ اس اہم کام کے لیے ہم خصوصی شکریہ ادا کریں گے حضرت مولانا مفتی بدر عالم مصباحی کا کہ انھیں کے اشارے پر دعوتِ اسلامی کے ذمہ داران اس خدمت کے لیے آمادہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بھی جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

مندوبین کے لیے بیگوں کا انتظام مولانا صدر الوریٰ قادری نے اپنے کچھ پونے کے محبین سے کرایا، مولا تعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے شاد کام فرمائے۔ آمین۔ اب آپ اوراق پلٹیے اور بائیسویں فقہی سیمینار کی تفصیلات اور گراں قدر فیصلوں کا مطالعہ فرمائیے۔ ☆☆☆

نعیمِ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کو سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت واجازت

خطیب الاسلام مرشدِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ محمد کمیل اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ مخدوم ثانی کچھوچھا مقدسہ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت واجازت ۵ر ربیع الاول ۱۴۳۶ھ / ۲۸ر دسمبر ۲۰۱۴ء بعد نمازِ عشا بموقعِ عرس مخدوم ثانی، شہزادۂ عزیز ملت نعیمِ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی اتاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو عطا فرمائی۔ اس گراں قدر موقع پر حضرت نے مخصوص اشرفی کلاہ، اشرفی رومال، جبہ شریف اور سندِ خلافت سے بھی سرفراز کیا، اس نورانی اجلاس میں کثیر تعداد میں علما و مشائخ موجود تھے۔ (تفصیل آئندہ)

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار کا

خطبۂ صدارت

از: مرشدِ طریقت عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ مصباحی
سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ و سرپرست مجلسِ شرعی، مبارک پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إن اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبي ، یا ایھا الذین اٰمنوا صلو علیہ وسلموا تسلیماً.
اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم و علیٰ آلہ و بارك وسلم.

آج ہم اور آپ مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ کے بائیسویں فقہی سیمینار میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں سے شاد کام ہو رہے ہیں۔

حضرات مندوبینِ کرام! سب سے پہلے تو میں صمیمِ قلب سے آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس کڑاکے کی سردی میں آپ نے مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے ارکان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ہماری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے دور دراز کا سفر کیا، صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں اور ناموافق حالات سے دوچار ہوتے ہوئے آپ یہاں تشریف لائے۔ یہ آپ کی ملی اور مذہبی ضرورت کے تعلق سے بے داری کی دلیل ہے۔ جب تک ہمارے اور آپ کے اندر یہ امنگ، یہ جذبہ کار فرما رہے گا اس وقت تک سخت سے سخت رکاوٹ بھی ہمارے بڑھتے ہوئے قدم کو روک نہیں سکتی۔

آج سے تقریباً بائیس سال قبل میں نے شارحِ بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا تھا کہ جدید مسائل کے حل کے لیے ایک مجلس قائم کی جائے، لیکن آپ نے اس وقت میری بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی تو میں نے حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت مفتی صاحب سے آپ فرمائیں تو شاید تیار ہو جائیں۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ قوم و ملت کی ضرورتوں کو سمجھتے تھے اور شدت کے ساتھ اس کی ضرورت بھی محسوس کرتے تھے، اس دور کے تقاضوں سے کما حقہ واقف تھے، انھوں نے مذہبِ حق اہلِ سنت و جماعت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

بہر حال انھوں نے شارحِ بخاری علیہ الرحمۃ کے سامنے یہ تجویز رکھی تو حضرت نے فرمایا کہ اس سلسلے کو آگے کیسے بڑھایا جائے گا، آپ کو تو تجربہ ہے، آج سے کئی سال پیش تر آپ نے یہ کام شروع کیا تھا، کتنے لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت آپ کام شروع کیجیے، آپ کا اسٹاف بہت بڑا ہے، ان شاء اللہ کام ہو گا، ان کے اصرار پر حضرت مفتی صاحب نے منظور فرما لیا۔ اسی موقع پر میں نے حضرت سے عرض کیا تھا کہ حضور اب تو آپ عمر کے آخری حصے میں پہنچ چکے ہیں، آپ کے بعد کیا ہو گا؟ کون اس ذمہ داری کو سنبھالے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مفتی محمد نظام الدین کو تیار کر دیا ہے، مجھے پوری امید اور مکمل اعتماد ہے کہ وہ میرے بعد اس

جگہ کو پر کر دیں گے اور میری کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے۔ آج آپ کے سامنے اسے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شارح بخاری علیہ الرحمہ نے انھیں (حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی کو) تیار کر کے امانت کے طور پر ہمارے حوالے کیا ہے، آپ ان سے مطمئن تھے اور ان پر آپ کو مکمل اعتماد تھا۔

حضرات! اللہ رب العزت کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ اب تک اس سیمینار سے ساٹھ سے زائد جدید مسائل حل ہو چکے ہیں اور آپ حضرات کی محنتیں رنگ لائیں کہ بیس سیمینار کے فیصلے شائع بھی ہو گئے۔ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی نے بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی کے ساتھ تمام فیصلے مرتب کیے، فیصلے کے اصل الفاظ کو باقی رکھتے ہوئے جہاں ضرورت محسوس کی اور جہاں کسی قسم کی دشواری سمجھی، حاشیہ میں اس کی وضاحت اور تفصیل کر دی ہے، اس کے لیے وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

امسال جو عنوانات رکھے گئے تھے، ان کی اہمیت بتانے کی ضرورت نہیں، سوالات اور ان سے متعلق گوشوں کو دیکھنے اور مراحلِ تحقیق سے گزرنے کے بعد آپ کو بخوبی اندازہ ہے کہ دورِ حاضر میں اِن مسائل کی کس قدر ضرورت تھی۔ ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی تعیین وتفصیل، فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت اور نیٹ سے قبلِ قبضہ سلسلہ وار اشیا کی خرید وفروخت کا شرعی حکم وغیرہ مسائل میں کتنی دشواریاں پیش آتی تھیں، یہ تمام چیزیں آپ سے مخفی نہیں، لیکن آج الحمد للہ وہ تمام امور منقح ہو کر آپ کی کوششوں سے سامنے آ چکے ہیں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکابر علمائے کرام کی تحقیقاتِ نادرہ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ حضرات نے جو فیصلے کیے ہیں وہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

بس انھیں جملوں کے ساتھ پھر میں آپ تمام حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ حضرات یہاں تشریف لائے، ہم آپ کے شایانِ شان نہ آپ کا استقبال کر سکے اور نہ خاطر مدارات کر سکے، اگر کوئی کمی ہماری طرف سے رہ گئی ہو تو یہ سمجھیے کہ ہم دین کی خدمت کے لیے آئے تھے، اگر یہ جذبہ آپ کے اندر رہے گا تو اس کمی کا احساس نہیں ہوگا، ویسے ہم اس کے لیے معذرت خواہ ہیں، ہم سے جو کچھ بھی ہو سکا ہم نے کیا، کوشش کرتے ہیں اور انشاء اللہ کوئی مشورہ ہمارے سامنے آئے گا تو ہم اس پر بھی غور کرنے کی کوشش کریں گے۔

ایک گزارش ہماری آپ سے یہ بھی ہے کہ ان حضرات کو بھی آپ ذہن وفکر دیں جو دعوت دینے کے باوجود مجلسِ شرعی کے فقہی سیمینار میں شریک نہیں ہوتے۔ انھیں بتائیں کہ یہ کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ پوری ملت کی ضرورت ہے اور اس میں شرکت ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے۔ ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے۔ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت" جب تک جسم سے روح کا تعلق باقی ہے اس وقت تک زندگی ہے اور جب یہ تعلق ختم ہو جاتا ہے تو آدمی مر جاتا ہے، اس لیے ہمیں متحد رہنا چاہیے، وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو متحد ہوتے ہیں، ہماری خواہش یہی ہے کہ تمام لوگ متحد ہو کر کام کو آگے بڑھائیں۔

ہم اپنے ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں جنھوں نے کسی بھی طرح اس کارواں کو آگے بڑھانے میں ہمارا تعاون کیا، دعوتِ اسلامی کے افراد نے ہمارے مندوبین کی ضیافت کا معقول بندوبست کیا، ہم ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مفتی بدر عالم مصباحی اور مولانا صدر الوریٰ قادری نے جو کاوشیں کی ہیں اس پر وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

محترم حضرات ہم اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اپنی آمد سے سیمینار کو زینت بخشی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کا سچا خادم بنائے اور مسائل کے حل میں فکرِ صائب کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ اگر ان چند جملوں میں کوئی بات ناگوار خاطر ہو تو در گزر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی کوشش قبول فرمائے اور آپ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار کا

خطبۂ استقبالیہ

از: صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی
صدر مجلسِ شرعی و ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا

ہماری خوش قسمتی ہے کہ کئی برسوں کے بعد مجلس شرعی کا سیمینار مبارک پور کی سرزمین پر اور جامعہ اشرفیہ کے احاطے میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے آپ کو پونے، علی گڑھ، بھیونڈی، ممبئی وغیرہ کے اسفار کی زحمت دی جا چکی ہے۔ بعونہ تعالیٰ آپ حضرات کی محنتوں سے ہمارا علمی و فقہی کارواں کامیابیوں سے ہم کنار ہوتا رہا ہے، جس پر تمام شرکاے سفر بجا طور سے تحسین و مبارک باد کے مستحق ہیں، خواہ وہ آج ہم میں موجود ہوں یا دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں۔ جزاهم الله تعالى خير ما يجزى به العلماء المخلصين العاملين فى سبيل الدين والعلم.

بڑی مسرت ہے کہ اکیسویں سیمینار کے علاوہ باقی بیس سیمیناروں کے فیصلوں کا مجموعہ چند ماہ پہلے منظر عام پر آچکا ہے۔ بلاشبہ یہ علما و مفتیان کرام اور طالبان احکام شرعیہ کے لیے ایک بیش بہا ذخیرہ اور مجلس شرعی کے مندوبین کرام کی بیس سالہ کاوشوں کا خوش نما گل دستہ ہے جس سے إن شاء المولىٰ تعالیٰ دین داروں اور علم دوستوں کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی ہوں گی۔ اس اہم علمی و فقہی پیش کش پر میں حضرت مرتب مفتی محمد نظام الدین رضوی اور ان کے تمام رفقا و معاونین نیز جملہ شُرکا و مندوبین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ان سبھی کرم فرماؤں کی کاوشیں مقبول و مشکور فرمائے۔ امید ہے کہ باقی ماندہ سابقہ اور آئندہ فیصلوں کا مجموعہ بھی اسی طرح یا اس سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ فردوس نظر ہوتا رہے گا۔ اور مقالات و تلخیصات پر مشتمل صحیفہ مجلس شرعی کی جلدیں بھی اشاعت پذیر ہوں گی۔ والله الموفّق وبيده الخير.

حضرات مندوبین کرام! بائیسویں فقہی سیمینار میں آپ کی شرکت پر میں آپ کا پُرجوش خیر مقدم کرتا ہوں۔ تشریف آوری سے قبل آپ نے مجلس کو اپنی علمی و فقہی نگارشات سے نوازا، اس پر میں سبھی اہل قلم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مقالات کی تلخیصیں ہو چکی ہیں جو پروگرام کے مطابق پیش ہوتی رہیں گی۔ اب آپ کا اہم کام تنقیح طلب امور کو حل کی منزل تک پہنچانا اور واضح فیصلوں کا روپ دینا ہے۔ اس کے لیے آپ کو اپنی علمی و فکری توانائیوں کے ساتھ اخلاص قلب، انابت الی اللہ، رجوع الی الرسول اور ائمہ دین کے ساتھ ربط باطن کی قوّتوں کو بھی بروے کار لانا ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ الرحمن میدان آپ کے ہاتھوں، اور حق و صواب کا روے روشن آپ کے سامنے ہوگا۔ بعونہ جلّ جلالہ و بکرم رسولہ علیہ الصلاۃ و السلام و بفیوض الأئمّة الأجلّة الكرام.

ہم اور آپ دیکھتے آئے ہیں کہ مقالات میں اختلاف آرا نمایاں رہتا ہے۔ ابتداءً گمان ہوتا ہے کہ کسی ایک حتمی رائے پر شاید سب کا اتفاق نہ ہو سکے مگر بیشتر مسائل میں یہی ہوا ہے کہ ایک رائے پر بڑی نیک نیتی اور صاف دلی کے ساتھ مندوبین کرام کا اتفاق ہو گیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے علماے کرام کا مطمحِ نظر یہ نہیں ہوتا کہ ہم نے جو لکھ دیا یا جو کہہ دیا وہی تسلیم کیا جائے بلکہ ان کا نیک مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلائل کی روشنی میں جو حق ہو اسے قبول کیا جائے، پہلے سے ہماری فکر اور ہماری رائے جو بھی رہی ہو۔ بقول سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسان سے خطا ہو جانا عجیب نہیں بلکہ حق واضح ہو جانے کے بعد خطا پر قائم رہنا یہ عجیب ہے اور سنگین جرم بھی. (أو كما قال رضي الله تعالى عنه) رب کریم ہم سب کا سینہ جستجوے حق اور قبول حق کے لیے کشادہ فرمائے، آمین يا أكرم الأكرمين، بجاه حبيبك سيد المرسلين ، صلِّ عليه و عليهم و على آله و صحبه أجمعين .

حضرات! میں جانتا ہوں کہ آپ کے شایان شان خدمت اور انتظام سے ہم اور ہمارا عملہ قاصر ہے۔ خصوصاً اس موسم سرما میں آپ کو صعوبت سفر کے ساتھ مشکلات حضر بھی دامن گیر ہوں گی لیکن دین حق اور علم و تحقیق کی راہ میں سختیاں جھیلنا ہمارے بزرگوں کا شیوہ رہا ہے۔ ان کی تکلیفیں اور آج کی آسائشیں دیکھ کر دلِ دردمند کبھی روتا ہے، کبھی سر راحت طلب شرم سے جھک جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان آقاؤں کے طفیل آپ ہماری کوتاہیوں پر خط عفوو درگزر کھینچنا زیادہ پسند کریں گے۔ و العَفْوُ عندَ كرامِ النّاسِ مأمول.

حضرات! آج کی مناسبت سے میرا ضروری خطبہ تو سطور بالا پر ختم ہو جاتا ہے مگر آج کے حالات اور آپ کی چارہ گر شخصیات کو دیکھتے ہوئے دل دردمند چند باتیں عرض کرنے کے لیے مضطرب ہے۔ نہ معلوم آپ سے ملاقات اور گفتگو کی باری پھر کب آئے ؂

امیرؔ جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے　　　پر التفاتِ دلِ دوستاں رہے، نہ رہے

حضرات! مجھے تلخ نوائی سے معاف رکھیں گے۔ ہمارے سروں پر رب العالمین احکم الحاکمین کی جانب سے ایک اہم ذمہ داری یہ رکھی گئی ہے کہ ہم اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں اور جو اسلام کا نام لینے کے باوجود راہ حق سے دور ہیں انھیں حق آشنا کر کے قریب لائیں اور جو حق سے آگاہ ہیں مگر عمل سے دور ہیں انھیں عمل خیر کی دعوت دیں اور شریعت کا پابند بنائیں مگر ہم اس ذمہ داری کو کس حد تک انجام دے رہیں؟ یہ آج کا اہم سوال ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ غیروں میں اپنے باطل کو بڑھانے اور پھیلانے کے جذبات بُری طرح موج زن ہیں۔ ان کی نت نئی تدبیروں اور ضلالت خیز حربوں کے نتیجے میں ہماری بڑی بڑی آبادیاں اور اچھے اچھے شہر ہمارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں اور ہمیں بازیافت کی کوئی فکر نہیں۔

ہمارے یہاں نہ خطبا و مقررین کی کمی ہے، نہ گراں بار جلسوں اور لاکھوں لاکھ روپے میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں کی کمی ہے۔ مگر دعوت حق کے مخلصانہ جذبات اور بے لوث داعیانِ دین کی بڑی کمی ہے۔ آج کے خطیب اور دردمند داعی حق میں بڑا فرق ہے۔

یہ خطیب وہاں جاتا ہے جہاں زمین پہلے سے ہموار ہے۔ اسے چاہنے والے اور زوردار نعرے لگانے والے پہلے سے موجود ہیں۔ اس کے لیے وہ لاکھوں لاکھ خرچ کر چکے ہیں اور مزید نذر و نیاز کے لیے ہمہ تن تیار ہیں۔

داعیِ حق وہاں جاتا ہے جہاں نہ اُس سے کوئی آشنا، نہ اس کے مذہب اور مشن کا کوئی شیدا، وہ اپنے خرچ سے لوگوں کو جمع کرتا ہے اور اپنی بات سنا کر نا آشناؤں کو آشنا بناتا ہے اور بے راہوں کو راہ پر لاتا ہے۔ مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی بندرگاہ پر اتر کر کسی شہر میں جاتے تو بس انھیں کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا، اور ماہ دو ماہ کی تبلیغ کے بعد واپسی کے لیے جب بندرگاہ پر آتے تو ایک جم غفیر ان کے پیچھے ہوتا، آنکھیں جدائی کے غم سے اشک بار اور دل فرقت کے احساس سے بے تاب ہوتے۔ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔ بندرگاہ اور جہاز کا عملہ محوِ حیرت بنا ہوتا۔ کیا کسی پیشہ ور خطیب کی آنکھوں نے بھی اپنے لیے یہ منظر کبھی دیکھا ہے؟ دردمند مبلغ و رہنما بھیگی پلکوں کے سایے میں واپس آگیا۔ مگر اس شہر اور اس ملک میں کئی ادارے، انجمنیں اور تنظیمیں چھوڑ آیا جو آج بھی کسی نہ کسی شکل میں برسرِ کار ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج غیروں کے پھیلنے اور اپنوں کے سمٹنے کی سب سے بڑی وجہ داعیانہ جذبات اور مخلصانہ خدمات کا فقدان ہے۔ ہمارے گرد چند سَو یا چند ہزار جوشیلے نعرہ لگانے والے جمع ہو گئے تو ہم نے سمجھ لیا کہ ساری دنیا میں ہم ہی ہم ہیں۔ جب کہ روزانہ ہمارے کارآمد اور بیش قیمت افراد ہمارے کیمپ سے نکل کر دوسروں کے کیمپ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان پر ہم نے ضلالت و گمراہی یا کفر و ارتداد کا حکم لگا کر سمجھ لیا کہ ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی۔ وہ کیوں ہم سے کٹے اور دوسروں سے جڑے؟ ہم نے ان کو بچانے یا واپس لانے کے لیے انتھک کوشش کیوں نہیں کی؟ اس بارے میں احکم الحاکمین کے یہاں نہ ہم سے کوئی سوال ہو گا نہ ہمیں کوئی جواب دینا پڑے گا۔

میں نہیں سمجھتا کہ یہ سوچ کبھی درست ہو سکتی ہے اور اتنی آسانی کے ساتھ کوئی اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اگر غفلت کا یہی حال رہا تو خسارے اور زیاں کی وہ شکل بھی دیکھنی پڑے گی جس کے بعد کسی تدارک کی امید نہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ دعوت اور داعیان حق یکسر معدوم ہیں مگر جس طرح غیروں کے یہاں سرگرمیاں ہیں اور ان کے اندر اپنے کو بڑھانے پھیلانے

کے لیے جو محنت اور تگ ودَو ہے وہ ہمارے یہاں معدوم نہیں تواس سے قریب ضرور ہے۔ پھر مقابلہ کیسے ہو؟ اور اپنوں کا تحفظ کیسے ہو؟

دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کی سرگرمیاں یقیناً قابل تحسین اور لائق تائید ہیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ ان کی بھی ناقدری ہو رہی ہے، نہ خود آگے بڑھ کر کام کرنے کا جذبہ، نہ دوسرے کو کام کرتا ہوا دیکھنا گوارا۔ آخر ملت اور جماعت کا فروغ کیسے ہو؟ اور بدمذہبی و بے دینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند کون باندھے؟

ہمیں خود داعیانہ فکر پیدا کرنی ہوگی اور دوسرے داعیوں کی بھی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی، تاکہ ہر محاذ پر کام ہو سکے۔ آج درس گاہوں سے نکتہ رس مدرِّس اور زبان آور خطیب تو بہت پیدا ہو جاتے ہیں مگر مخلص مبلغین کی پیداوار افسوس ناک حد تک کم ہے۔ حالات کا مقابلہ کرنا ہے تو دانش مندی اور منصوبہ بندی کے ساتھ قدم آگے بڑھانا ہوگا۔ ہر میدان کے افراد تیار کرنا اور انھیں کام سے لگانا ہوگا۔

حکومتی اور ملکی پیمانے پر بھی ہمیں اپنی شناخت بنانے کی ضرورت ہے۔ صحافت کے میدان میں بھی نمایاں حصہ لینا ہوگا۔ کیا وجہ ہے کہ اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں دینی قائدین کے عنوان سے جب نام لیا جاتا ہے تو دوسروں کا۔ ہم نے سارے میدان غیروں کے لیے خالی چھوڑ دیے، اسی کا انجام مختلف شکلوں میں سامنے آتا رہتا ہے۔

عربی اور انگریزی زبان میں بھی ہمیں قرآن و حدیث، سیرت رسول اور دوسرے دینی عنوانات پر تیزی سے کام کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے اچھے اہل قلم کے کئی گروپ بنا کر کام سپرد کرنا ہوگا۔ بعض تنظیموں اور اداروں کی جانب سے کچھ کام ہوا ہے جو قابل تحسین و آفریں ہے مگر اسے مزید بڑھانے اور منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عرب دنیا سے ہندوستان کی اسلامی شخصیات کو پوچھیے تو غیروں کے درجنوں نام سننے کو مل جائیں گے اور اہل سنت کے دو چار نام بھی شاید ہی سننے میں آئیں۔

یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں، فلاں کے پاس وسائل ہیں اسے یہ کام کرنا چاہیے، اور فلاں جب کام شروع کر دے تو وہ بھی برداشت نہ ہو، اس کی غیر واقعی خامیوں کی فہرست بڑی باریک بینی اور پیچ در پیچ منطقی ترکیبوں سے تیار کی جائے اور اسے رسوا کرنے کے لیے وسائل کی ساری فراوانی منظر عام پر آجائے۔ وہی فراوانی جو سچے دینی کام کے لیے مفقود تھی، اب موجود ہے۔

میں کہتا ہوں وسائل پیدا کرنا اور انھیں خیر کے لیے استعمال کرنا بھی ذمہ داری میں داخل ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ آدمی کا دل اگر تیار ہو تو وہ بڑے بڑے کام کی راہیں پیدا کر لیتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔

آج کا وقت ایک دوسرے پر الزام اور ذمہ داری ڈالنے کا نہیں متحد ہو کر یا الگ الگ خود آگے بڑھنے اور ہر محاذ پر کام سنبھالنے کا ہے۔

ہاں اگر اپنے فرض کا نہ احساس ہو، نہ قوم کے زیاں کا درد ہو، نہ قیامت میں جواب کی فکر ہو، صرف زبان عوام سے چھٹکارا حاصل کرنا پیشِ نظر ہو تو ایک نہیں، ہزار بہانے بنائے جا سکتے ہیں۔

آپ ملت کا دل و دماغ ہیں، آپ سے قوم کی امیدیں وابستہ ہیں، آپ کو خود بھی کام کرنا ہے اور دوسروں کو بھی کام سے لگانا ہے اور جو کسی محاذ پر کسی پیمانے پر کام کر رہے ہیں ان کی قدر شناسی اور عزت افزائی بھی کرنی ہے۔ مولائے کریم ہم سب کو توفیق خیر سے نوازے۔ وهو المستعان و عليه التُكلان، والصلاة و السلام على حبيبيه سيد الإنس و الجانّ و على آله و صحبه ما تعاقب الملوان .

باتیں بہت تھیں مگر میں اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں ؎

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں — شاید کہ ترے دل میں اُتر جائے مری بات

محمد احمد مصباحی
صدر مجلس شرعی
و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور
۱۵/ صفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۹/ دسمبر ۲۰۱۴ء سہ شنبہ

چشم دید

اصحابِ مقالات و شرکاے سیمینار

مولانا محمد عرفان عالم

اس سیمینار کے لیے حسب ذیل چار عناوین پر مقالات لکھے گئے تھے۔

عناوین

(۱)-فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت۔ (۲)-اردو تراجمِ قرآن کو دوسری عجمی زبانوں کے رسم الخط میں لکھنے کا حکم

(۳)-لیجر بک پر رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں؟ (۴)-ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی وضاحت۔

سیمینار میں اہلِ سنت و جماعت کے عظیم فقہاے کرام اور دانش ور حضرات نے شرکت کی۔ جیساکہ تفصیلِ ذیل سے عیاں ہے

------﴿اکابر﴾------

(۱)-عزیز ملت حضرت علامہ و مولانا شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ، سربراہ اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۲)-حضرت علامہ و مولانا مفتی عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی دام ظلہ، خانقاہ رشیدیہ، جون پور، پورنیہ

(۳)-حضرت علامہ و مولانا محمد احمد مصباحی دام ظلہ، ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۴)-محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی دام ظلہ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ۔

(۵)-رئیس القلم حضرت علامہ و مولانا یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ مہتمم دار القلم نئی دہلی۔

(۶)-فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی، بانی و سربراہ اعلیٰ جامعہ نوریہ، شام پور، اتر دیناج پور

------﴿اصحاب مقالات﴾------

نمبر شمار	اسماے گرامی مع سکونت	عنوان (۱)	عنوان (۲)	عنوان (۳)	عنوان (۴)
۷	سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی — صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۴۲	–	۱۱	–
۸	مولانا قاضی فضل احمد مصباحی — مدرسہ ضیاء العلوم، کچی باغ، بنارس	۱۳	۳	۵	۴
۹	مولانا محمد مسیح احمد قادری مصباحی — مدرسہ انوار القرآن، بلرام پور	۷	۳	۲	۲
۱۰	مولانا عبد رحیم اکبری — دار العلوم فیض صدیقیہ، سوجا شریف راجستھان	۱۲	۲	۳	۴
۱۱	مولانا محمد مبشر رضا ازہر مصباحی — دار العلوم شیخ احمد کھٹو، احمد آباد، گجرات	۸	۴	۱۲	۶
۱۲	مولانا عبد السلام رضوی مصباحی — مدرسہ انوار العلوم تلسی پور بلرام پور	۴	۲	۳	۲
۱۳	مولانا قاضی فضل رسول مصباحی — مدرسہ سراج العلوم، برگدہی، مہراج گنج	۹	۳	۷	۱
۱۴	مولانا شبیر احمد مصباحی — مدرسہ سراج العلوم، برگدہی، مہراج گنج	۸	۲	۳	۵
۱۵	مولانا رضاء الحق اشرفی مصباحی — جامع اشرف، کچھوچھا شریف	۱۳	۳	۴	۵
۱۶	مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی — جامعہ نوریہ رضویہ، صالح نگر، بریلی شریف	۶	۲	۴	۴

۱۷	مولانا محمد سلیمان مصباحی	جامعہ عربیہ، خیر آباد، سلطان پور	۴	۱	۳	۱
۱۸	مولانا معین الدین اشرفی مصباحی	دار العلوم بہار شاہ، فیض آباد	۱۱	–	–	۴
۱۹	مولانا منظور احمد خاں عزیزی	جامعہ عربیہ، خیر آباد، سلطان پور	۴	۲	–	۱
۲۰	مولانا شہاب الدین اشرفی	جامع اشرف، کچھوچھا شریف	۱۰	۳	۳	۱
۲۱	مولانا شہاب الدین احمد نوری	دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف	–	۳	۷	–
۲۲	مولانا شیر محمد خاں مصباحی	دار العلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ	–	۲	–	–
۲۳	مولانا اختر حسین فیضی مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	۲	–	–
۲۴	مولانا محمد عارف اللہ مصباحی	مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد، مئو	۹	–	–	۴
۲۵	مولانا انفاس الحسن چشتی	جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف، اوریا	–	۲	۴	–
۲۶	مولانا آل مصطفی مصباحی	جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو	۱۳	۲	۴	۶
۲۷	مولانا ابرار احمد اعظمی	دار العلوم ندائے حق، جلال پور، امبیڈکر نگر	–	۳	۶	–
۲۸	مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	۲۱	۸	۱۸	۲۹
۲۹	مولانا محمد انور نظامی مصباحی	مدرسہ فیض النبی، کٹگھرا، ہزاری باغ	–	–	۱	–
۳۰	مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی	مرکز تربیت افتا، اوجھاگنج، بستی	–	–	–	۷
۳۱	مولانا محمد ناصر حسین مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	۶	–	۱۵
۳۲	مولانا اختر کمال قادری مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	۲	–	–
۳۳	مفتی محمد معراج القادری مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	۶	–	–	۲
۳۴	مولانا منظر عقیل مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	–	۶
۳۵	مولانا دستگیر عالم مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	۲	–	–
۳۶	مولانا محمد نظام الدین قادری مصباحی	دار العلوم علیمیہ، جمداشاہی، بستی	۵	۲	۳	–
۳۷	مولانا محمد ذوالفقار مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	۶	–
۳۸	مولانا ارشاد احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	۲	–
۳۹	مولانا محمد شہباز احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	–	۳
۴۰	مولانا ساجد علی مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	–	۶
۴۱	مولانا محمد جنید مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	–	۶
۴۲	مولانا محمد ناظم علی مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	۸	۲	–	۱۴
۴۳	مولانا محمد محسن رضا مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	–	۲	–
۴۴	مولانا زاہد علی سلامی مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ	–	۳	–	–

------《بقیہ شرکاے سیمینار》------

۴۵	مولانا مفتی عبدالمنان کلیمی مصباحی	مرادآباد
۴۶	مولانا محمد علی فاروقی مصباحی	رائے پور
۴۷	مولانا اعجاز احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۴۸	مولانا احمد رضا مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۴۹	مولانا مسعود احمد برکاتی	جامعہ اشرفیہ
۵۰	مفتی بدر عالم مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۵۱	مولانا عبدالغفار اعظمی	خیرآباد، مئو
۵۲	مولانا صدر الوریٰ قادری	جامعہ اشرفیہ
۵۳	مولانا مبارک حسین مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۵۴	مفتی محمد نسیم مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۵۵	مولانا نفیس احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۵۶	مولانا نعیم الدین عزیزی	جامعہ اشرفیہ
۵۷	مفتی ایاز احمد مصباحی	پونہ
۵۸	مولانا ممتاز احمد مصباحی	گھوسی، مئو
۵۹	مولانا حمید الحق مصباحی،	زمبابوے
۶۰	مولانا حبیب اختر مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۶۱	مولانا طفیل احمد مصباحی	سکٹھی، مبارکپور
۶۲	مولانا جعفر صادق	ادری، مئو
۶۳	مولانا محمود احمد مصباحی	سکٹھی، مبارکپور
۶۴	مولانا محمد عرفان عالم مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۶۵	مولانا محمود علی مشاہدی	جامعہ اشرفیہ
۶۶	مولانا محمد قاسم مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۶۷	مولانا محمد ہارون مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۶۸	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۶۹	مولانا عبداللہ ازہری مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۷۰	مولانا محمد اشرف خاں مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۷۱	مولانا ازہر الاسلام ازہری مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۷۲	مولانا محمد قاسم برکاتی مصباحی	مارہرہ شریف

۷۳	مولانا محمد رضوان مصباحی	اکبرپور
۷۴	مولانا ازہار احمد امجدی مصباحی	بستی
۷۵	مولانا ضیاء الحق برکاتی مصباحی	مارہرہ شریف
۷۶	مولانا محمد نسیم مصباحی	علی گڑھ
۷۷	مولانا سید حسام الدین رفاعی	بڑودہ
۷۸	مولانا محمد فاروق مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۷۹	مولانا محمد محبوب عزیزی صاحب	جامعہ اشرفیہ
۸۰	مولانا طفیل احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۸۱	مولانا رفیع القدر مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۸۲	مولانا غلام حسین مصباحی	الہ آباد
۸۳	مولانا افروز قادری	ساؤتھ افریقہ
۸۴	مولانا غلام رحمانی حبیبی مصباحی	مرادآباد
۸۵	مولانا ابرار احمد مصباحی	دہلی
۸۶	مولانا نور عالم صاحب پورنیہ	پورنیہ
۸۷	مولانا عرفان رضا مصباحی	محمد آباد
۸۸	مولانا نسیم مصباحی	علی گڑھ
۸۹	مولانا امتیاز احمد مصباحی	خیرآباد
۹۰	مولانا نعیم اختر مصباحی	مبارک پور
۹۱	مولانا فداء المصطفیٰ مصباحی	اتر دیناج پور
۹۲	مولانا محمد اسلم پرویز مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۹۳	مولانا انوار احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ
۹۴	مولانا محمد فاروق صاحب	سکٹھی
۹۵	مولانا رحمت اللہ مصباحی	ملت نگر
۹۶	ڈاکٹر نور محمد صاحب	علی گڑھ
۹۷	مولانا مظفر الاسلام مصباحی	خالص پور
۹۸	قاری عبدالقیوم صاحب	جامعہ اشرفیہ
۹۹	قاری نور الحق صاحب	جامعہ اشرفیہ
۱۰۰	مولانا اسلام الدین صاحب	جامعہ اشرفیہ

ان کے علاوہ شعبۂ تحقیق فی الفقہ، تخصص فی الادب، تخصص فی الحدیث اور تدریب افتا کے ۷۰ محققین نے شرکت کی۔

☆☆☆

خلاصۂ مقالات بعنوان

فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت

حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار میں بحث و مذاکرہ کے لیے جن چار موضوعات کا انتخاب ہوا ان میں سے ایک اہم، ضروری اور مفید موضوع ہے: "فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت"۔ اس موضوع سے متعلق ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے بیس علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے تحقیقی مقالات تحریر فرما کر مجلسِ شرعی کا دینی و علمی تعاون کیا جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۱۳ ہے۔

اس موضوع سے متعلق سوال نامہ مخدوم گرامی صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ صدر مجلس شرعی و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ نے مرتب فرمایا ہے، جس میں موضوع سے متعلق کچھ ضروری تمہید کے بعد درج ذیل سات سوالات مندوبینِ کرام سے کیے گئے ہیں:

❶ مسائلِ اجتہادیہ کیا ہیں؟

❷ کیا عقائد میں اجماع اور مسائلِ اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ اور حکم ایک ہی ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

❸ ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو کب دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار ہوتا ہے؟ متعدّد مثالوں سے وضاحت فرمائیں۔

❹ مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کسی نوعِ مجتہد کے ساتھ خاص ہے یا کسی خاص باب یا خاص مسئلے یا خاص صورت میں دوسرے کو بھی یہ حق ملتا ہے؟

❺ فقہا میں جو اختلافات رونما ہوئے کیا ان میں صرف یہ ہوا ہے کہ افقہ نے فقیہ سے اختلاف کیا یا زیادہ تر ایسا ہوا ہے کہ فقیہ نے اپنے مُساوی یا افقہ سے اختلاف کیا؟ مثالوں کی روشنی میں واضح کریں۔

❻ کسی دلیل یا اختلافِ عصر و زمان کی وجہ سے کسی فقیہ کا اپنے دور کے افقہ یا مساوی سے اختلاف یا دورِ ما قبل کے افقہ سے اختلاف جائز ہوتا ہے یا نہیں؟ بہر تقدیر دلیل اور مثالوں سے واضح کریں، خصوصاً نفیِ جواز کی شرعی حیثیت پوری طرح عیاں کریں۔

❼ دورِ اجتہاد کے بعد فقہائے محققین میں جو اختلافات رونما ہوئے کیا وہ بھی امت کے لیے باعثِ رحمت ہیں اور خاطی مستحقِ اجر ہے، یا معاملہ بر عکس ہے؟ دلیل کی روشنی میں بتائیں۔

جوابات سوال نمبر (۱)

سوال نمبر (۱) کے جواب میں "مسائلِ اجتہادیہ" کی تعریف و توضیح کے حوالے سے مقالہ نگار حضرات نے مختلف تعبیریں اختیار کی ہیں، جو ان کے ناموں کے ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱) "مسائلِ اجتہادیہ، احکامِ فقہیہ عملیہ ہی کا نام ہے۔"
(مولانا قاضی فضل رسول مصباحی، مہراج گنج)۔

(۲) "قیاس سے ثابت شدہ مسائل کو قیاسی مسائل یا مسائلِ اجتہادیہ کہا جاتا ہے۔" (مولانا محمد سلیمان مصباحی، جامعہ عربیہ سلطان پور)

(۳) غیر منصوص مسائل و احکام، مسائلِ اجتہادیہ سے ہیں، کیوں کہ اصولِ فقہ کا ایک ضابطہ ہے: "لا مساغ للإجتهاد في مورد النص". (مفتی محمد معراج القادری، جامعہ اشرفیہ)

(۴) اجتہادی مسائل وہ ہیں جن کی بنیاد ایسی دلیل پر قائم ہو جو شرعاً معتبر ہے، اس طرح کہ اس دلیل کے سبب مجتہد کے لیے دوسرے کی مخالفت روا ہوتی ہے، اور یہ ان مقامات پر ہوتا ہے جہاں اجماع موجود نہ ہو اور نہ ہی وہ نص جس میں تاویل کا احتمال ہو۔ (جیسے قرآن پاک کے نصوص مفسرہ و محکمہ اور سنت متواترہ جس کا مفہوم قطعی ہو) اور یہ نص مجتہد کی نظر میں دوسرے نصوص کے مُعَارِض نہ ہو اگر چہ واقع میں معارضہ ثابت ہو۔
(مولانا محمد ناظم علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ)

(۵) مسائلِ اجتہادیہ وہ ہیں جو نصوصِ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوں، بلکہ اجتہاد سے متعلق ہوں اور غیر اجماعی ہوں۔
(مفتی عبد الرحیم اکبری، جامعہ صدیقیہ، سوجا شریف، راجستھان)

(۶) مسائلِ اجتہادیہ وہ مسائلِ فرعیہ غیر عقلیہ غیر اعتقادیہ ہیں جن میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی نص ظاہر غیر مؤول اور اجماع سے کوئی واضح حکم نہ ثابت ہو، بلکہ اجتہادِ مجتہد کی ضرورت ہو اور اجتہاد و قیاس کے بعد ہی کوئی حکم اس

رکن مجلسِ شرعی و استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

میں ثابت ہو۔ اس لیے احکامِ شرعیۂ منصوصہ احکامِ اجتہادیہ سے نہ ہوں گے، بلکہ غیر منصوص اور غیر مجمع علیہ مجتہد فیہ احکام مسائل اجتہادیہ کہلائیں گے۔ (مفتی معین الدین اشرفی مصباحی، فیض آباد)

⑦ مجتہد فیہ وہ مسائل ہیں جن میں فقہا کے درمیان اختلافِ رائے ہو، اور ایسے تمام نصوص جو اپنے ذریعۂ ثبوت یا مقصد و مراد پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ظنی ہوں اور وہ احکام جو قیاس سے ثابت ہوں تو ظنیات کہلاتے ہیں، ان نصوص اور قیاس سے جو مسائل متعلق ہیں وہ مجتہد فیہ ہیں اور یہی مجتہدین کے غور و تدبر اور جد و جہد کا میدان ہے۔

(مولانا منظور احمد خاں عزیزی، سلطان پور)

اسی سے ملتی جلتی تعریف کچھ مختصر الفاظ میں مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج نے بھی تحریر فرمائی ہے۔

⑧ مسائلِ اجتہادیہ وہ غیر قطعی مسائل ہیں جن کا بیان نصوصِ قرآن و حدیث میں صراحۃً نہ ہو اور نہ اجماعِ امت سے ان کا ثبوت ہو، بلکہ مجتہدین نے قیاس کے ذریعہ ان کا استنباط کیا ہو۔ یہ تعریف آٹھ علمائے کرام کے مقالوں میں ہے، ان کے الفاظ و تعبیرات میں تو کچھ اختلاف ہے، لیکن مضمون و مفہوم یہی ہے۔

⑨ مسائلِ اجتہادیہ وہ احکامِ شرعیہ ہوتے ہیں جو دلائلِ ظنیہ سے ثابت ہوں اور جن میں اجتہاد کرنے والا اگر مخطی بھی ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا، کیوں کہ غیر قطعی دلائل سے ثابت ہونے کی بنیاد پر ان مسائل میں اجتہاد کا مکمل عمل دخل ہوا کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں "جتنے بھی مختلف فیہ مسائل ہیں وہ سب کے سب مسائل اجتہادیہ کے زمرے میں داخل ہیں۔" (مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

⑩ مولانا قاضی فضل احمد مصباحی، جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، بنارس نے اپنے مقالے میں مسائلِ اجتہادیہ کی درج ذیل چار تعریفیں کی ہیں:

[۱] مسائل اگر نصِ صریح سے ثابت ہوں تو وہ غیر اجتہادی ہیں، اور اگر صریح نص سے ثابت نہ ہوں، بلکہ انھیں اجتہاد و رائے سے مستنبط کیا گیا ہے تو انھیں مسائلِ اجتہادیہ کہتے ہیں۔ رسالہ نشر العرف میں ہے:

"اعلم أنّ المسائل الفقهية إمّا أن تكون ثابتة بصريح النص – وهي الفصل الأول – و إمّا أن تكون ثابتة بضرب اجتهاد و رأي." (ص:۱۲۵)

[۲] مسائل اجتہادیہ وہ ہیں جن میں فقہا نے اختلاف کیا ہے، یا جن میں سلف سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ البحر الرائق میں ہے:

"المسائل الاجتهادية التي اختلف فيها الفقهاء أو التي لا رواية فيها عن السلف." (ج:۱، ص:۳۱۷)

[۳] مجتہد فیہ وہ مسائل ہیں جن کی بنیاد کسی ایسی مستند دلیل پر ہو جس کی وجہ سے مجتہد کے لیے دوسرے کی مخالفت شرعًا جائز ہو جائے، لیکن شرط یہ ہے کہ مجتہد کا وہ قول کتاب و سنتِ مشہورہ کے مخالف نہ ہو، ورنہ مجتہد فیہ نہ کہلائے گا۔ رد المحتار میں ہے:

"المراد بالمُجتهَد فيه ما كان مبنيا على دليل معتبر شرعاً بحيث يسوغ للمجتهد بسببه مخالفة غيره بخلاف ما إذا كان مخالفا للكتاب، كحلّ متروك التسمية عمداً، أو السنة المشهورة كالاكتفاء بشاهد ويمين ونحو ذلك مما سيجيء في كتاب القضاء إن شاء الله تعالىٰ فإنّه لا يسمّى مجتهَدًا فيه." (ج:۱، ص:۳۱۷)

[۴] مسائلِ اجتہادیہ وہ ہیں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہو اور کتاب و سنت یا اجماع کے خلاف نہ ہوں۔ رد المحتار میں ہے:

"(قوله: في كلّ المجتهدات) أي: المسائل التي يسوغ فيها الإجتهاد من حقوق العباد، كالطلاق والعتاق و الكتابة والكفالة والشفقة والنفقة والديون والبيوع بخلاف ما خالف كتابا أو سنة أوإجماعا."(مصدر سابق، ج:۴، ص:۲۲)

⑪ مولانا محمد عارف اللہ مصباحی استاد مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، مئو نے اپنے جواب کے شروع میں لکھا ہے کہ: " مسائلِ اجتہادیہ ہی کو مسائلِ فروع، مسائلِ قیاسیہ اور مسائل مجتہد فیہا بھی کہتے ہیں۔" پھر درج ذیل چار تعریفیں مستند کتابوں کے حوالے سے نقل کی ہیں:

[۱] افعالِ مکلّفین سے متعلق ہر ایسا حکم جس پر کوئی دلیل عقلی اور ان کے حکم مختلف فیہ میں کوئی دلیل سمعی قطعی نہ ہو۔

"كل حكم في أفعال المكلّفين لم يقم عليه دلالة عقل ولا وَرَدَ في حكمها المختلَفِ فيه دلالة سمعية قاطعة."

(الاجتهاد من كتاب التلخيص لإمام الحرمين/ عبد الملك بن عبد الله الجو يني أبو المعالى، ج:۱، ص:۲۷)

[۲] ہر ایسا حکمِ شرعی جس میں کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔

"وهو كلّ حكم شرعي ليس فيه دليل قطعي."

(الضروري في أصول الفقه/ ابو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد قرطبي، متوفىٰ ۵۹۵ھ)

[۳] ہر ایسا حکم شرعی یا عملی جس پر عمل مقصود ہو اور اس میں کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔

”وهوكل حكم شرعيّ أو عمليّ يُقصَد به العمل ليس فيه دليل قطعي.“(البحر المحيط، ج:٤، ص:٥١٥، علامه بدر الدين محمد بن بهادر زركشي، متوفیٰ ٧٩٤ھ)

[۴] مسائلِ اجتہادیہ: وہ فروعی مسائل (احکام) جو دین میں بالضرورۃ ثابت نہیں۔

قال في بديع الأصول: ”ما فيه الإستفتاء المسائلُ الاجتهادية. اھ. قال في شرحه: أي الشرعية الفرعية التي لا قاطعَ فيها.“(انتصار الحق، ص:۲۱۰، ۲۱۱، علامہ مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی رام پوری، متوفیٰ ۱۳۱۱ھ، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت سال اول، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء)

(۱۲) ناظمِ مجلسِ شرعی سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مدظلہ نے اس سوال کے جواب میں تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، پہلے کچھ تمہیدی باتیں درج کی ہیں، اس کے بعد مسائلِ اجتہادیہ کی دو تعریفیں مختلف فقہی کتابوں کے حوالے سے لکھی ہیں اور ضرورت کے مطابق ان کی وضاحت بھی کی ہے۔ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے:

”مسائل دو طرح کے ہیں: قطعی، اجتہادی۔ قطعی: وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں کتاب اللہ کی نص مفسّر محکم یا حدیث متواتر، مشہور یا اجماع پایا جائے۔ جیسے وضو کے چار فرائض، نماز، روزہ، حج، زکات کی فرضیت، نسبی، رضاعی اور سببی محرّمات کی حرمت، مجسّمہ سازی کی حرمت، قتل، زنا، غصب، سود کی حرمت وغیرہ۔

یہ مسائل محلِّ اجتہاد نہیں، نہ ان میں کسی کے لیے اختلاف روا۔ ان کے سوا تمام مسائل، اجتہادی مسائل ہیں جو فقہاے مجتہدین کی جولان گاہ ہوتے ہیں۔“

اس کے بعد آپ نے فتح القدیر، ج:۶، ص:۳۹۳، کتاب ادب القاضی اور عنایہ شرح ہدایہ، کتاب ادب القاضی کی عبارتوں سے اپنا مدعا ثابت فرمایا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

”مسائلِ اجتہادیہ کی تعریف دو طرح سے کی جاتی ہے: مختصر اور مفصّل۔

تعریف مختصر: اجتہادی مسائل وہ شرعی احکام ہیں جن کے بارے میں شریعت کی کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔“امام غزالی کی کتاب ”المستصفیٰ“ میں ہے:

”وَالمُجتَهَدُ فيه: هو كلّ حكم شرعي ليس فيه دليل قطعيّ. واحترزنا بـ ”الشرعي“ عن العقليات و مسائل الكلام؛ فإنّ الحق فيها واحد، والمُصيب واحد، والمخطئ اٰثِم، وإنّما نعني بالمجتَهَد فيه ما لا يكون المخطئ فيه آثِما، ووجوب الصلوات الخمس والزكوات وما اتفقت عليه الأمة من جليات الشرع فيها أدلّة قطعية يأثم فيها المخالف فليس ذلك محلَّ الإجتهاد.“ (ج:١، ص:٣٤٥، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٣ھ)

[یہی مضمون امام فخر الدین رازی کی کتاب ”المحصول“ (ج:۶، ص:۲۷، موسسۃ الرسالۃ، بیروت) میں بھی ہے۔ اسی کے ساتھ بحر العلوم فرنگی محلی کی کتاب فواتح الرحموت، ابو الحسن علی بن محمد آمدی کی کتاب ”الإحكام في أصول الأحكام“ یوں ہی بدائع الصنائع اور الاشباہ والنظائر لابن نجیم کی بھی عبارتیں پیش فرمائی ہیں: فواتح الرحموت اور الإحكام میں اس بات کی صراحت ہے کہ غیر قطعی احکام کے اجتہادی ہونے پر اجماعِ صحابہ ہے۔]

تعریفِ مفصل: مسائلِ اجتہادیہ وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں کتاب اللہ کی کوئی نصِّ مفسّر و محکم اور سنت متواترہ و مشہورہ اور اجماع نہ ہو۔ یہ تعریف ہدایہ اور اس کی شروح عنایہ، کفایہ اور فتح القدیر سے ماخوذ ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

”● نصوص شرعیہ کے خفی، مشکل، مجمل، مؤوّل، مشترک، مطلق، مقیّد، عام مخصوص منہ البعض، اخبار آحاد، متعارض نصوص اور قیاس وغیرہ کے احکام و مسائل سب محل اجتہاد اور مُجتَہَد فیہ ہیں، جن کی مثالوں سے اصول فقہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ ● تعریف مفصل کے ضمن میں عنایہ کی جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ کچھ فقہا نے بتقاضاے بشری ایسے اجتہادات فرمائے جو کتاب اللہ کی نصِّ مفسّر، سنتِ مشہورہ اور اجماع کے خلاف تھے، کیوں کہ کوئی انسان معصوم نہیں ہے، اس سے لغزش ہو سکتی ہے۔ مگر ایسے اجتہادات کی بنا پر کبھی ان پر فسق و ضلال کا حکم جاری نہ ہو، نہ ہی ان کے باہمی تعلقات ختم ہوئے۔“(تفصیل کے لیے دیکھیے مقالہ مفتی محمد نظام الدین صاحب، ص:۱تا ص:۱۰)

جوابات سوال نمبر (۲)

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا عقائد میں اجماع اور مسائلِ اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ اور حکم ایک ہی ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کے بنیادی طور پر دو موقف ہمارے سامنے ہیں:

(۱)۔ دونوں کا حکم یکساں ہے۔

(۲)۔ دونوں کے درجے اور حکم میں فرق ہے۔

پہلا موقف: دونوں کا درجہ اور حکم یکساں ہے۔ یہ موقف چار علماے کرام کا ہے:

- مفتی معراج القادری صاحب لکھتے ہیں:

”اجماع ہونے کی حیثیت سے دونوں کا حکم ایک ہی معلوم ہوتا ہے، دونوں میں فرق کی صراحت نظر سے نہ گزری۔“ (مقالہ،ص:۱)

- مولانا محمد ناظم علی مصباحی رقم طراز ہیں:

”اجماع قطعی قطعیۃ الدلالات واضحۃ الافادات مفید یقین ہوتا ہے، جس میں جانب مخالف کا احتمال نہیں ہوتا، نہ احتمال ناشی بلا دلیل کا، نہ احتمال ناشی بدلیل کا۔ ایسا اجماع چاہے عقائد میں ہو، چاہے اجتہادی امور میں اس کا منکر اس وقت کافر ہوگا جب کہ وہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو۔“ (مقالہ،ص:۳)

- مولانا شبیر احمد مصباحی لکھتے ہیں:

”مندرجہ بالا کتب دینیہ میں مذکور حکم اجماع کو دیکھتے ہوئے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیے، کیوں کہ باعتبار حکم اشیا میں تفریق نہیں ہوتی بلکہ شے کا حکم شے کے تمام افراد میں یکساں طور پر نافذ العمل ہوتا ہے۔“ (مقالہ،ص:۲)

- مولانا محمد عارف اللہ مصباحی تحریر فرماتے ہیں:

”عقائد اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ وحکم ایک ہے، یعنی ضروریات دین میں سے کسی ضرورت دینی کی قصداً مخالفت یا اس کا انکار کفر ہے اور جو ضروریات دین نہیں ان کا انکار یا ان کی مخالفت کفر نہیں، بلکہ گم راہی وفسق اور خطا ہے۔“ (مقالہ،ص:۲)

دوسرا موقف: یہ ہے کہ عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کے درجے اور حکم میں فرق ہے۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگاروں کا ہے۔

- اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا محمد سلیمان مصباحی لکھتے ہیں:

”مسائل اجتہادیہ کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) مسائل اجتہادیہ کے برحق ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ (۲) مسائل اجتہادیہ پر عمل کرنا۔ اعتقاد کے لحاظ سے عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع دونوں کا درجہ اور حکم ایک ہونا چاہیے، جب کہ مسائل اجتہادیہ کے اجماع پر عمل نہ کرنے والے کو فاسق اور گنہ گار تو کہا جائے گا، مگر بدمذہب نہیں۔“ (مقالہ،ص:۱)

- مولانا محمد نظام الدین قادری مصباحی فرماتے ہیں:

”بہر حال عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ ایک نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ عقائد میں جس پر اجماع ہے اگر وہ امر ضروریات دین سے ہو تو اس کا منکر کافر قرار پائے گا اور مسائل اجتہادیہ میں کوئی مسئلہ ضروریات دین سے نہیں ہوتا۔ یوں ہی عقائد میں یقین بالمعنی الاخص یا یقین بالمعنی الاعم درکار ہوتا ہے، جب کہ اجتہادی مسائل بسا اوقات مجتہد کے لیے مفید ظن غالب ہوتے ہیں اور اس کو یقین بالمعنی الاخص یا یقین بالمعنی الاعم حاصل نہیں ہوتا۔“ (مقالہ،ص:۳)

- اس سوال کے جواب میں سب سے جامع اور تفصیلی گفتگو ناظم مجلس شرعی حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ العالی نے کی ہے، اس لیے اب یہاں اسی کے خلاصہ پر اکتفا کیا جاتا ہے، وہ بہت سی معتبر اور مستند کتابوں سے اپنے موقف کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ وحکم ایک نہیں بلکہ الگ الگ ہے۔

[**الف**] اعتقادیات میں سکوت دلیل رضا ہوتا ہے اور اجتہادیات میں دلیل رضا نہیں ہوتا، مگر یہ کہ خارج سے کوئی قرینہ رضا پر شاہد ہو۔

[**ب**] اعتقادیات میں اجماع“ سے اختلاف، کفر کلامی بھی ہوتا ہے اور کفر فقہی بھی اور ضلالت بھی۔ اور ”اجتہادی مسائل میں اجماع“ سے اختلاف کبھی کفر نہیں ہوتا، نہ کلامی نہ فقہی۔ یہاں تک کہ اگر اعتقادی مسائل بھی اجتہادی ہوں تو قائل کی تکفیر نہ ہوگی۔ اس پر تفصیلی گفتگو فتاویٰ عالم گیری، ردّ المحتار اور تمہید ایمان وغیرہ میں ہے۔ ہم یہاں تمہید ایمان کا ایک اقتباس بقدر ضرورت پیش کرتے ہیں:

[فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وعالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

إذا كان في المسألة وُجوهٌ تُوجِبُ التكفير، ووجهٌ واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي أن يميل إلىٰ ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحسينا للظنّ بالمسلم. ثمّ إن كانت نية القائل الوجهَ الذي يمنع التكفير فهو مسلم، و إن لم يكن لا ينفعه حملُ المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير.

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ وبحر الرائق ومجمع الانہر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔

تاتارخانیہ وبحر وسَلّ الحُسام وغیرہا میں ہے:

لا يكفّر بالمحتمل؛ لأن الكفر نهايةٌ في العقوبة فيستدعي نهاية في الجناية، ومع الإحتمال لا نهاية.]

(تمہیدِ ایمان، ص:۳۹، مطبوعہ کلکتہ)

[ج] ”مسائلِ اجتہادیہ میں اجماع“ کے تحقق کی صورت یہ ہے کہ پہلے فقہاے مجتہدین میں اختلاف ہو، پھر بعد کے کسی دور میں اتفاق ہوجائے۔ جیسے ”بیع اُمِّ ولد“ کا مسئلہ صحابۂ کرام میں اختلافی تھا، کچھ صحابہ جواز کے اور کچھ عدمِ جواز کے قائل تھے، بعد میں عدمِ جواز پر تابعین کا اجماع ہو گیا۔ اس صورت کے بارے میں علماے امت کے درمیان کئی طرح سے اختلاف ہے، ایک طبقہ کہتا ہے کہ یہاں اجماع ہی منعقد نہ ہوگا۔ دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ اجماع تو منعقد ہوگا مگر اس سے پہلے کا اختلاف مرتفع نہ ہوگا۔ تیسرا طبقہ اس بات کا قائل ہے کہ اس سے اختلافِ سابق ختم ہوجائے گا۔

فقہاے امت کا یہ اختلاف شاہد ہے کہ اس اجماع کی حجیت بھی اجتہادی و مختلَف فیہ ہے۔

[پھر فواتح الرحموت، ج:۲، ص:۲۸٤، ۲۸۵/ الأصل الثالث: الإجماع، مسألة : اتفاق العصر الثاني، الریاض کی ایک عبارت پیش کر کے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:]

عقائد میں اجماع کی حجیت بھی اجماعی و قطعی ہے اور اس اجماع کی اجتہادی و اختلافی...، اور دونوں میں کھلا ہوا فرق ہے۔

[و] اعتقادیات میں اجماع قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنّی بھی، مگر اجتہادیات میں اجماع قطعی نہیں، صرف ظنّی ہوتا ہے، یہ اجتہادی مسائل چوں کہ فی الواقع فروعی مسائل ہوتے ہیں اس لیے یہاں مجازاً فروعی پر اجتہادی کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو کیا عقائد اور کیا فروع دونوں میں اجماع کا درجہ بظاہر یکساں معلوم ہوتا ہے۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ علماے اصول نے اجماع کے مراتب اور احکام بیان کرنے میں عموماً عقائد اور فروع کے درمیان فرق کی گفتگو نہ کی، بلکہ بغیر کسی فرق و تخصیص کے مراتب اور احکام بیان فرمائے۔

[پھر نور الانوار، مبحث الاجماع، ص:۲۲٦، ۲۲۷ کی ایک طویل عبارت پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:]

ان عبارات میں اوّلاً اجماع کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

اجماع متواتر اور اجماع آحاد۔

”اجماعِ متواتر“، قطعی ہے جس کا منکر اسلام سے باہر ہوجاتا ہے اور ”اجماع آحاد“ ظنی ہوتا ہے اس کا منکر اسلام سے باہر نہیں ہوتا، ہاں گمراہ قرار پاتا ہے۔

پھر دوسرے نمبر پر اجماع کی چار قسمیں بیان کرکے ان کے احکام بتائے گئے ہیں اس تقسیم میں اجماع کی پہلی قسم ”اجماع اقوی“ ہے جو آیت قرآن حکیم اور خبر متواتر کے درجے میں ہے اور اس کے منکر کا حکم بھی تکفیر ہے۔

بادی النظر میں ان عبارات میں عقائد و فروع کا کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے مگر دقت نظر سے دیکھا جائے تو مثالوں کے ذریعہ عقائد و فروع کے فرق کا واضح اشارہ کر دیا گیا ہے۔

کیوں کہ خبر متواتر کی حجیت باب عقائد سے ہے، قرآن مقدس کا کتاب اللہ ہونا، نماز پنج گانہ اور روزے و حج و زکاۃ کا فرض ہونا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا سب اعتقادیات سے ہیں۔

اجماعِ قطعی یا اجماعِ اقوی کے سوا اجماع کی ساری قسمیں عقائد و فروع میں مشترک ہیں اور یہ امر بھی ان کی مثالوں سے عیاں ہوتا ہے مثلاً ظہر سے پہلے کی چار رکعت سنت کی محافظت پر اجماع، مساجد کی حاضری سے عورتوں کی ممانعت پر اجماع، ایک نشست کی تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع۔ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے پر اجماع، محض دخول حشفہ سے وجوب غسل پر اجماع، بیع ام ولد کے عدم جواز پر اجماع، حد خمر کی تعیین پر اجماع۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس تشریح کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ اصول فقہ کی عبارتوں میں گو کہ اطلاق ہے مگر مثالوں سے صاف عیاں ہوجاتا ہے کہ

”اعتقادیات میں اجماع قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنی بھی، مگر اجتہادیات میں اجماع قطعی نہیں، صرف ظنی ہوتا ہے مگر یہ کہ خارج سے کوئی عارض اسے قطعی کر دے۔“

ہاں اس بارے میں دونوں طرح کے اجماع میں اشتراک پایا جاتا ہے کہ دونوں کی خلاف ورزی منکَر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مروان نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینا چاہا تو بعض صحابۂ کرام نے اس پر اعتراض کیا اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تائید فرماتے ہوئے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی، اور ظاہر ہے کہ خطبۂ عید کا نمازِ عید سے پہلے ہونا ایک فرعی مسئلہ ہے۔ [یہ حدیث صحیح مسلم، ج:۱، ص:۵۰، ۵۱، کتاب الایمان، مطبوعہ مجلس برکات مبارک پور میں ہے]۔ (مقالہ مفتی صاحب، ص:۱۰ تا ص:۱۷، ملخصًا)

جوابات سوال نمبر (۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ ”ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو کب دونوں میں سے

کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار ہوتا ہے؟ متعدد مثالوں سے وضاحت فرمائیں۔"

اس سوال کے جواب میں علمائے کرام کے درمیان کافی اختلاف ہے، اب ہم ذیل میں ان کے جوابات کا خلاصہ ان کے ناموں کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

(۱) ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو بعض صورتوں میں جب کہ دونوں باقوت ہوں تو کسی کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے، اور بعض صورتوں میں تغیر ازمان و ادوار کا اثر پڑے تو جو قول تغیرِ احوال کے موافق ہو اسے اختیار کریں، یا پھر کسی مستند صاحبِ ترجیح کے قول پر عمل پیرا ہوں۔ (قاضی فضل رسول مصباحی، مقالہ، ص:۹)

(۲) جب ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو دونوں میں سے کسی ایک قول پر عمل کرنے کی مکلف کو اجازت ہے، مگر اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ جو قول کتبِ متون، ظاہر الروایہ سے ہو، یا اکثر مشایخ نے لیا ہو اس پر عمل کرے، بلکہ دو متخالف اقوال میں سے جس قول پر عمل کرنے میں دینی مصلحت زیادہ ہو اس پر عمل کرے۔ (مفتی معین الدین اشرفی مصباحی، مقالہ، ص:۶)

(۳) ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو نظر فی الدلیل کی اہلیت رکھنے والے کو اختیار ہے کہ جس کی دلیل اقویٰ دیکھے بہتر ہے کہ اس پر عمل کرے۔ یہ اس وقت ہے جب دونوں قول صحت میں مساوی ہوں، لیکن جب کسی ایک میں زیادتیِ قوت دوسری جہت سے ہو تو دوسرے کی نسبت اس پر عمل اولیٰ ہے۔

(مفتی عبدالرحیم اکبری، مقالہ، ص:۳)

(۴) جب ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو اور کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو، بلکہ دونوں مساوی ہوں تو ایسی صورت میں دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار ہوتا ہے۔ (مولانا محمد سلیمان مصباحی، مقالہ، ص:۳)

(۵) جب کسی مسئلے میں مثلاً دو قول ہوں اور کسی صاحبِ تحقیق و ترجیح فقیہ نے ایک قول کو اور دوسرے فقیہِ محقق نے دوسرے قول کو صحیح و راجح یا مفتیٰ بہ قرار دیا ہو تو مقلدِ مفتی اور قاضی کو ان دونوں میں سے کسی ایک قول پر عمل اور فتویٰ و قضا کا اختیار اسی وقت ہوگا جب دونوں میں سے کوئی قول امام اعظم کا نہ ہو، اور اگر کوئی قول امام اعظم کا اور دوسرا قول صاحبین کا یا ان میں سے کسی ایک کا یا کسی اور کا ہو تو عمل و فتویٰ اور قضا امام ہی کے قول پر ہوگا۔ علما فرماتے ہیں: "ہمارا طے شدہ موقف یہ ہے کہ فتویٰ اور عمل قولِ امام ہی پر ہوگا اگرچہ مشایخ تصریح کریں کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔"

ہاں جب اسبابِ ستہ میں سے کوئی سبب متحقق ہو جائے تو امام کے قول سے عدول کر کے صاحبین کے متفقہ قول، یا اختلاف کی صورت میں ان میں سے کسی ایک کے قول، یا ان کے علاوہ کسی اور کے قول کو اختیار کیا جائے گا۔ (مولانا محمد عارف اللہ مصباحی، مقالہ، ص:۳)

(۶) جب کسی مسئلے میں دو قول ہوں اور دونوں کی تصحیح کی گئی ہو، اور دونوں میں سے کسی کا ذکر متون میں نہ ہو تو ایسی صورت میں دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار ہوتا ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کا ذکر متون میں ہو تو عمل اسی کے مطابق ہوگا۔ اور جب فتویٰ مختلف ہو تو ترجیح اس کی ہوگی جو ظاہر الروایہ کے موافق ہو۔ اور جب ترجیح دونوں طرف متکافی ہو، یا دونوں بلا ترجیح ہوں تو ایسی صورت میں بھی مکلف کو اختیار ہے کہ جس پر چاہے عمل کرے۔

لیکن ہمارے مشایخ کرام کا جس پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں مقلد قولِ امام کی پیروی کرے اور اہلِ نظر قوتِ دلیل کو دیکھے۔ (مولانا محمد رفیق عالم مصباحی، مقالہ، ص:۳تا۵۔ ملخصاً)

(۷) جب ترجیح و تصحیح اور فتویٰ مختلف ہو تو ظاہر الروایہ پر عمل واجب ہے اور متون کے اطلاق کو ترجیح حاصل ہے کہ متون نقل مذہب کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ ولإجماع المتون شأن عظيم. نیز جب دو فقیہ و مفتی مختلف ہوں، ہر ایک کا فتویٰ الگ الگ ہو تو ان میں افقہ و اورع کا اتباع کرنا چاہیے اور اگر تفقہ و ورع میں یکساں و متقارب ہوں تو اب کثرتِ رائے کی طرف میل کرے۔ اور اگر کثرت بھی کسی طرف نہ ہو تو جس طرف دل گواہی دے کہ یہ احسن یا احوط فی الدین ہے، اس طرف میلِ اولیٰ ہے، ورنہ مختار ہے جس پر چاہے عمل کرے۔ حدیثِ پاک ہے:

"استفتِ قلبكَ وإن أفتاك المُفتُونَ." رواه البخاري في التاريخ عن وابصة بن معبد الجهني رضى الله تعالىٰ عنه. (مولانا محمد ناظم علی مصباحی، مقالہ، ص:۶)

(۸) جب ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو اگر ان ترجیحات میں سے کوئی ایک قولِ امام ہو تو اسی پر فتویٰ ہوگا، ہاں! اگر امام صاحب سے کوئی روایت نہ ہو اور اصحابِ تخریج یا اصحابِ ترجیح مختلف ہوں تو اگر دونوں قول مصحح ہوں تو کسی ایک پر بھی عمل اور فتوے کا اختیار ہوگا۔ (مولانا محمد نظام الدین قادری، مقالہ، ص:۴)

(۹) امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سب پر مقدم ہے، پھر قولِ امام ابو یوسف، پھر قولِ امام محمد، پھر امام زفر و حسن بن زیاد کا قول۔ البتہ جہاں اصحابِ فتویٰ اور اصحابِ ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتویٰ دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتویٰ یا ترجیح ہے، اس کے موافق فتویٰ دیا جائے۔

(مولانا منظور احمد خاں عزیزی، مقالہ، ص:۲)

(۱۰) ترجیح یا فتویٰ مختلف ہونے کی صورت میں مفتی کو دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار اس صورت میں ہوگا جب سب اختلافی صورتیں صحیح کے مرتبے میں یکساں ہوں اور دونوں کی قوتِ دلیل بھی یکساں ہو، ورنہ جس میں بندگانِ خدا کے لیے زیادہ آسانی ہو اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔

(مولانا شبیر احمد مصباحی، مقالہ، ص:۲)

(۱۱) ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو اسبابِ ستہ عرف و تعامل وغیرہ میں سے کسی سبب کے تحت عمل و فتوے کا اختیار ہوگا... لیکن مفتی کے لیے ضروری ہے کہ صاحبِ رائے اور صاحبِ نظر صحیح ہو اور اسے قواعدِ شرعیہ کی معرفت حاصل ہو، تاکہ عرفِ مقبول اور عرفِ غیر مقبول کے درمیان امتیاز کر سکے۔(مولانا محمد مسیح احمد قادری مصباحی، مقالہ، ص:۳)

(۱۲) اگر فتویٰ اور ترجیح مختلف ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو تو عرف، تعاملِ ناس اور لوگوں کے احوال و کیفیات کے تغیر و تبدل کو دیکھ کر جس قول پر عمل کرنا آسان ہو اسی کو ترجیح دی جائے اور عوام الناس کو اسی پر عمل کرنے کا اختیار دیا جائے۔(مفتی عبد السلام رضوی مصباحی، مقالہ، ص:۲)

(۱۳) اصلِ کلی یہ ہے کہ فتویٰ ہر وقت مطلقاً قولِ امام پر ہوتا ہے، اس سے عام حالات میں عدول جائز نہیں، ہاں جب اصحابِ ترجیح کسی قول کو ترجیح دے دیں تو اب بیش تر فقہا کے یہاں وہی قول قابلِ قبول ہوگا، اور جب ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو عمل و افتا کے لیے قولِ امام ہی مختار ہوگا۔ یہی مذہبِ محقق ہے۔(مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی، مقالہ، ص:۹)

(۱۴) جب ترجیحات و تصحیحات مختلف ہوں اور ان میں کوئی قول قولِ امام ہو تو اُسی پر فتویٰ ہوگا اور اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر ان میں سے کوئی قولِ امام نہ ہو، اور دونوں قول کی تصحیح لفظ اصح یا لفظ صحیح سے کی گئی ہو اور دونوں امامِ مصحح ایک درجے کے ہوں تو مفتی کو دونوں اقوال میں اختیار ہوگا۔

اور جب ترجیحات مختلف ہوں اور ان میں کوئی ایک قولِ امام نہ ہو تو اس صورت میں بھی مفتی کو مطلق تخییر حاصل نہ ہوگی، بلکہ اسبابِ مرجّحہ کے اعتبار سے حکم ہوگا، مثلاً ایک کی ترجیح لفظِ "صحیح" کے ذریعہ ہو اور دوسرے قول کی لفظِ "اصح" سے کی گئی ہو تو مشہور یہی ہے کہ اصح کو صحیح پر ترجیح ہوگی۔ اسی طرح ایک کی ترجیح لفظ فتویٰ سے ہو اور دوسرے قول کی دوسرے لفظ سے، یا دونوں مصحَّح قولوں میں سے ایک متون میں ہو اور ایک متون میں نہ ہو، یا دونوں میں سے ایک قولِ امامِ اعظم ہو اور دوسرا آپ کے بعض اصحاب کا قول ہو، یا دونوں اقوالِ مُصحَّحہ میں سے ایک ظاہر الروایہ ہو، یا دونوں میں سے ایک بطریقِ استحسان ہو اور دوسرا بطریقِ قیاس ہو، یا دونوں مرجح اقوال میں سے ایک انفع للوقف ہو، یا دونوں میں سے ایک اہلِ زمانہ اور عرفِ ناس کے زیادہ موافق ہو۔

اسی طرح ترجیحات کے مختلف ہونے کی صورت میں فتویٰ اس قولِ مرجَّح پر ہوگا جس میں مفتی مصلحت سمجھے۔ مگر یہ تخییر بھی چند قیود کے ساتھ مقیّد ہے۔ (مفتی محمد معراج القادری، مقالہ، ص:۱ تا ص:۳ ملخصًا)

(۱۵) مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی تحریر فرماتے ہیں:

ترجیح مختلف ہونے کی صورت میں کسی بھی ایک قول پر فتویٰ دینے اور عمل کرنے کا اختیار ہوتا ہے:

[الف] اگر دونوں قول میں سے ہر ایک کی تصحیح و ترجیح کا لفظ ایک ہی ہو — مثلاً ہر ایک قول کے لیے لفظ "هو الصحيح" یا "هو الاصح" یا "به يفتي" استعمال کیا گیا ہو تو مفتی کو اختیار ہے دونوں میں سے جس پر چاہے فتویٰ دے یا عمل کرے۔

[ب] اگر دو فقیہ ایک درجے کے ہوں اور ہر ایک نے مثلاً لفظ "الأصح" یا "الصحيح" سے ترجیح دی ہو تو بھی مفتی کو اختیار ہوگا، دونوں میں سے جس پر چاہے فتویٰ دے یا عمل کرے، لیکن — دونوں میں سے ایک افقہ ہو تو مفتی، افقہ کی تصحیح کو اختیار کرے — مثلاً ایک روایت خانیہ میں ہو اور دوسری بزّازیہ میں اور دونوں نے مثلاً الصحيح یا الاصح سے ترجیح دی ہو تو خانیہ کی ترجیح اقویٰ ہوگی — جیسا کہ علامہ قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا کہ قاضی خاں اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی تصحیح پر اعتماد کیا جائے۔

[ج] صرف ایک روایت کی تصحیح مثلاً لفظِ "الاصح" یا "الأحوط" یا "الأولیٰ" یا "الأرفق" سے کی گئی ہو اور دوسری روایت کی تصحیح کے تعلق سے سکوت و خاموشی ہو تو ایسی صورت میں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بصراحت جس روایت کی ترجیح "الاصح" وغیرہ سے کی گئی ہے اس پر فتویٰ دیا جائے یا عمل کیا جائے، کیوں کہ وہ روایت زیادہ صحیح ہے لیکن یہاں بھی مفتی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس روایت پر چاہے فتویٰ دے یا عمل کرے — کیوں کہ ایک روایت کو "اصح" کہنے کا لازمی معنیٰ یہ ہے کہ اس کے مقابل جو روایت ہے وہ بھی صحیح ہے۔

[د] ایک روایت کی تصریح بصراحت لفظ "الاصح" سے ہو اور دوسری کی تصحیح بصراحت لفظ "الصحيح" سے۔ تو ایسی صورت میں بھی اگرچہ اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ مفتی اصح روایت پر فتویٰ دے، لیکن اگر "صحیح روایت" پر فتویٰ دے تو بھی درست ہے۔(شرح عقود رسم المفتی)

یہ تھیں اختلافِ ترجیح کی صورتیں اور ان کا حکم — رہا معاملہ فتویٰ کا

—تواس کے مختلف ہونے کی صورت میں ——

[الف] اگر دو مفتی ایک درجے کے ہوں اور فتویٰ دینے والا یا عمل کرنے والا مقلد محض ہو، اس میں نظر فی الدلیل کی اہلیت نہ ہو تو اسے اختیار ہوگا، جس فقیہ کے فتوے پر چاہے فتویٰ دے یا عمل کرے — یہی شیخ ابو اسحاق الشیرازی، خطیب بغدادی، المحاملی اور اکثر شوافع کا بھی موقف ہے — اسی کو علامہ نووی شافعی نے "اظہر" کہا ہے۔ (المجموع شرح المھذب، آداب الفتویٰ)

اور اگر مفتی نظر فی الدلیل کا اہل ہو تو قوتِ دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دے۔

[ب] کسی مسئلے میں امام ابو حنیفہ کا فتویٰ کچھ ہو اور صاحبین کا فتویٰ کچھ اور تو مفتی کو اختیار ہے، چاہے قوتِ دلیل کی بنیاد پر امام کے قول پر فتویٰ دے یا صاحبین کے قول پر — لیکن اگر صاحبین میں سے کوئی ایک امام کے ساتھ ہو تو دونوں کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا — ہاں مشایخ (امام اور آپ کے اصحاب کے بعد کے فقہاے مجتہدین) نے دوسرے کے قول پر اتفاق کر لیا ہو تو مشایخ کی ترجیح پر فتویٰ دیا جائے گا — یہ اُس مفتی کے لیے ہے جو نظر فی الدلیل کا اہل ہو ورنہ مقلد محض مفتی پر ضروری ہے کہ مطلقاً قولِ امام پر فتویٰ دے۔ الّا یہ کہ مرجحین نے غیر کے قول کو ترجیح دی ہو۔ (مقالہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی، ص:۳،۴)

(۱۶) مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی لکھتے ہیں:

ترجیح میں تعارض یا تضاد ہو تو کسی ایک پر عمل کے سلسلے میں شرح عقود میں علامہ ابن عابدین شامی نے دس ضابطے بیان فرمائے ہیں، اور انھی کی روشنی میں فضیلۃ الشیخ عمر بن محمد الشیخلی نے "الاتحاف بمصطلحات الأحناف" میں سولہ ضابطے بیان کیے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"کبھی مذہب حنفی کے علماے کرام کی تصحیحات وترجیحات میں تعارض ہو جاتا ہے، چناں چہ آپ ایک مسئلے میں ایک سے زائد اقوال و روایتیں پائیں گے جس میں سے ہر ایک کی تصحیح یا ترجیح ہو چکی ہوگی تو ایسی حالت میں اگر دونوں قولوں یا روایتوں میں سے ہر ایک کی تصحیح ایک ہی طریقے سے ہوئی ہو، اور تصحیح کرنے والا ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں اور مرتبے میں ایک درجے کے ہوں تو مفتی کو اختیار ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے ورنہ اگر تصحیح کرنے والا ایک شخص ہے اور قول کی تاریخ کا علم ہو چکا تو اخیر والی تصحیح قابل عمل ہوگی، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو مفتی مندرجۂ ذیل اصول وضوابط کی روشنی میں کسی ایک تصحیح کو دوسرے پر ترجیح دے گا۔

[۱] جس قول کی تصحیح اقویٰ لفظ سے ہو وہ غیر پر راجح ہوگا، پس جب دو قولوں میں سے ایک کی تصحیح لفظِ صحیح سے ہو اور دوسرے کی لفظ اصح سے ہو تو مشہور یہ ہے کہ ثانی کو اول پر ترجیح دی جائے گی، نیز لفظ فتویٰ سے تصحیح غیر پر مقدم ہوگی۔

[۲] تعارض کے وقت مفتیٰ بہ قول، ظاہر الروایۃ اور لفظ صحیح پر راجح ہوگا، ما قبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جس قول کو علماے مذہب ترجیح دیں اور اس پر فتویٰ ہونے کی صراحت فرمائیں وہ دوسرے اقوال پر مقدم ہوگا۔

[۳] فتویٰ اور تصحیح میں اختلاف کے وقت ظاہر الروایہ کو ایسے غیر ظاہر الروایہ پر ترجیح دی جائے گی، جس کی تصحیح کی صراحت نہ کی گئی ہو، جیسا کہ اس سے پہلے ترجیح دی جاتی تھی۔

[۴] جب دو تصحیح شدہ قولوں میں سے ایک متون میں ہو اور دوسرا شروح یا فتاویٰ میں ہو تو وہ قول مقدم ہوگا جو متن میں ہو جب تک دوسرے اقوال ان میں سے نہ ہوں جن کی تصحیح کی صراحت موجود ہو۔

[۵] جب دو تصحیحوں میں سے ایک صریح ہو اور دوسری التزامی، تو صریح تصحیح پر عمل کیا جائے گا، لہٰذا وہ قول جس کی تصحیح پر علماے مذہب صراحت کریں اس قول پر مقدم ہوگا جو مذہب کے معتمد متون میں وارد ہو جن متون میں موجود آرا و اقوال کو تصحیح التزامی کے طور پر مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل گزرا۔

[۶] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ان کے اصحاب کے قول پر مقدم رکھا جائے گا، اس لیے کہ جب دو تصحیح شدہ قول میں تعارض ہو تو دونوں قول ساقط ہو جاتے ہیں، پھر ہم اصل کی جانب رجوع کرتے ہیں اور اصل امام کے قول کی تقدیم ہے۔

[۷] جو قول مذہب کے اکثر کبار مشایخ کا پسندیدہ ہو وہ دوسرے پر مقدم ہوگا، جیسا کہ تعارض سے پہلے حال تھا۔

[۸] وہ قول جس کی استناد استحسان کی جانب ہو وہ اس قول سے اولیٰ ہے جس کی بنا قیاس پر رکھی گئی ہو۔ اس قاعدے سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں، اس لیے کہ اصل استحسان کی تقدیم ہے۔ ما سوا چند استثنائی مسائل کے چناں چہ استحسان وقیاس میں تعارض کے وقت استحسان کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

[۹] جو قول وقف کے لیے زیادہ فائدہ بخش ہو وہ دوسرے قول کی بنسبت اختیار کیے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

[۱۰] جو قول اہلِ زمانہ کے زیادہ موافق اور ان کے لیے زیادہ آسان ہو تو دوسرے کے مقابلے میں اعتماد کے زیادہ لائق ہے۔

[۱۱] بابِ زکات میں جو قول فقرا کے لیے زیادہ نفع بخش ہو، وہ اولیٰ

ہوگا۔

[۱۲] عموماً مصلحت والے قول کو اختیار کیا جاتا ہے پس جب دو قول ہوں اور ان میں سے ایک میں وہ مصلحت ہو جو دوسرے قول میں نہیں پائی جاتی تو مصلحت والا قول اختیار و عمل کے لیے اولیٰ قرار پائے گا۔

[۱۳] یہ بات اپنی جگہ ثابت شدہ ہے کہ شبہات کی بنا پر حدود کو جاری کرنے سے روکا جاتا ہے لہٰذا وہ قول جس میں حد کو دفع کرنا غالب ہو اس کے مقابل میں افضل ہوگا، جس میں یہ نہ ہو لہٰذا تصحیح کے اختلاف کے وقت ایسے قول پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

[۱۴] جب صحیح اقوال حلت و حرمت کے درمیان دائر ہوں تو جانبِ حرمت کو اختیار کرنا اولیٰ و احوط ہے۔

[۱۵] علماے مذہب میں سے جس عالم کے پاس دلیل میں غور و خوض کرنے کی اہلیت ہو، جب اس کے نزدیک دو تصحیح شدہ قولوں میں سے کوئی ایک اقویٰ ہو تو اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

[۱۶] اسی طرح وہ قول جس کی دلیل زیادہ واضح و ظاہر ہو اس قول پر مقدم ہوگا جو اس طرح واضح و ظاہر نہ ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے جب دو قولوں میں سے کسی ایک کے لیے دوسرے پر ترجیح دینے والا سبب موجود ہے، پھر مشائخ کرام نے ان دونوں میں سے ہر قول کی تصحیح کر دی تو مناسب یہ ہے کہ اس قول کو اختیار کیا جائے جس کے لیے کوئی ترجیح دینے والا سبب موجود ہو اس لیے کہ وہ مرجّح تصحیح کے بعد بھی رہے گا، اس قول میں قوت کی وہ زیادتی ہوگی جو دوسرے میں نہیں پائی جائے گی۔(الاتحاف بمصطلحات الاحناف مترجم بنام اصولِ افتا، ص:۳۳-۳۶، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں)

(مقالہ مولانا مبشر رضا از ہر مصباحی، ص:۲تا۴)

⑰ جب ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو اور طرقِ عشرہ میں سے ایک کو ترجیح نہ ہو (مثلاً دو روایتیں ہیں اور دونوں کی تصحیح ایک طرح کے لفظ سے ہے، جیسے صحیح، اصح یا بہ یفتی) تو مفتی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس پر چاہے فتویٰ دے، اور بعض الفاظِ ترجیح کے فرق کے باوجود بھی مفتی کو اختیار ہوگا، اگرچہ ایک صورت اولیٰ ہو۔(مفتی آل مصطفےٰ مصباحی، مقالہ، ص:۷)

⑱ ناظمِ مجلسِ شرعی حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مد ظلہ فرماتے ہیں:

[الف] ترجیح، تصحیح یا فتویٰ مختلف ہو اور اسبابِ ترجیح میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے، یا اسبابِ ترجیح بھی یکساں قوت کے ہوں تو کسی بھی ایک پر مفتی کو عمل و فتویٰ کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسبابِ ترجیح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

قوله: (**وفيَ وقف البحر إلى آخره**) وهذا محمول على

۱۔ **ما إذا لم يكن** لفظ التصحيح في أحدهما آكد من الاخر كما أفاده ح. أي: فلا يخير بل يتبع الآكد كما سيأتي.

أقول: وينبغى تقييد التخيير أيضا ۲۔ **بما إذا لم يكن** أحد القولين في المتون لما قدمناه آنفا عن البيري، ولما في قضاء الفوائت من البحر، من أنه إذا اختلف التصحيح والفتوى فالعمل بما وافق المتون أولى اهـ.

۳۔ **وكذا لو كان** أحدهما في الشروح و الاخر في الفتاوى لما صرحوا به من أن ما في المتون مقدم على ما في الشروح، وما في الشروح مقدم على ما في الفتاوى، لكن هذا عند التصريح بتصحيح كل من القولين أو عدم التصريح أصلا.

أما لوذكرت مسألة المتون لم يصرحوا بتصحيحها بل صرحوا بتصحيح مقابلها، فقد أفاد العلامة قاسم ترجيح الثاني لانه تصحيح صريح وما في المتون تصحيح التزامي، والتصحيح الصريح مقدم على التصحيح الالتزامي: أي التزام المتون ذكر ما هو الصحيح في المذهب.

٤. **وكذا لا تخيير** لو كان أحدهما قول الإمام والاخرقول غيره، لانه لما تعارض التصحيحان تساقطا، فرجعنا إلى الاصل وهو تقديم قول الامام، بل في شهادات الفتاوى الخيرية:

"المقرر عندنا أنه لا يفتى ويعمل إلا بقول الامام الأعظم، ولا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة كمسألة المزارعة وإن صرح المشايخ بأن الفتوى على قولهما لانه صاحب المذهب والامام المقدم." اهـ.

ومثله في البحر عند الكلام على أوقات الصلاة، وفيه من كتاب القضاء: يحل الافتاء بقول الامام، بل يجب وإن لم يعلم من أين قال.اهـ.

٥ - **وكذا لو** عللوا أحدهما دون الاخر كان التعليل ترجيحا للمعلَّل كما أفاده الرملي في فتاواه من كتاب الغصب.

٦- **كذا لو** كان أحدهما استحسانا والاخر قياسا؛

لان الاصل تقديم الاستحسان إلا فيما استثني كما قدكناه فيرجع إليه عند التعارض.

۷۔ وكذا لو كان أحدهما ظاهر الرواية ، وبه صرح في كتاب الرضاع من البحر حيث قال: الفتوى إذا اختلف كان الترجيح لظاهر الرواية، وفيه من باب المصرف: إذا اختلف التصحيح وجب الفحص عن ظاهر الرواية والرجوع إليها.

۸۔ وكذا لو كان أحدهما أنفع للوقف، لما سيأتي في الوقف والاجارات أنه يفتى بكل ما هو أنفع للوقف فيما اختلف العلماء فيه.

۹۔ وكذا لو كان أحدهما للأكثرين، لما قدمناه عن الحاوي.

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ حکم مذکور کے اِن نو شرائط و قیود پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والحاصل ، أنه إذا كان لأحد القولين مرجحٌ على الاخرثم صحح المشايخ كلا من القولين، ينبغي أن يكون المأخوذ به ما كان له مرجح ؛ لأن ذلك لم يزل بعد التصحيح ، فيبقى فيه زيادة قوة لم توجد في الاخر، وهذا ما ظهر لي من فيض الفتاح العليم.

(ردالمحتار، ص ۱۷۲، ج ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا حاصل کلام شاہد ہے کہ مشائخ نے دونوں اقوال کو صحیح قرار دیا ہو مگر ان میں سے کسی ایک قول کا کوئی مرجح بھی ہو تو عمل اُسی پر ہوگا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی قول کا مرجح نہ پایا جائے تو دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کا اختیار ہوگا۔

[ب] اور اگر اقوال میں ایک اَوْسَع اور دوسرا اَحوط ہو تو مفتی کو حسب تقاضاے مصلحت دونوں میں سے کسی ایک قول کے اختیار کا حق ہوگا۔ (مقالہ مفتی صاحب، ص: ۱۷ تا ص: ۲۰، ملخصًا)

جوابات سوال نمبر (۴)

چوتھا سوال یہ ہے کہ ”مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کسی نوعِ مجتہد کے ساتھ خاص ہے، یا کسی خاص باب، یا خاص مسئلے یا خاص صورت میں دوسرے کو بھی یہ حق ملتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کئی طرح کی رائیں رکھتے ہیں:

پہلی رائے: یہ ہے کہ مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق طبقۂ مجتہدین فی المسائل کو حاصل ہے۔ یہ رائے مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج کی ہے۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ مجتہدین فی الشرع اصول و فروع دونوں میں اختلاف کا حق رکھتے ہیں اور مجتہدین فی المذہب صرف فروع میں اختلاف کر سکتے ہیں اور مجتہدین فی المسائل اصول و فروع کسی میں بھی اختلاف کا حق نہیں رکھتے۔ یہ راے مولانا منظور احمد عزیزی سلطان پور کی ہے۔

تیسری رائے: یہ ہے کہ مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق صرف مجتہد کو ہوتا ہے، مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف و تحقیق کے لیے جو شرائط در کار ہیں وہ آج عام طور پر ناپید ہیں اور جب امتِ مسلمہ کی ضرورت بلا اجتہاد، محض نقلِ اقوال و مذاہب سے پوری ہو جاتی ہے اور شرائطِ اجتہاد کا حامل کوئی موجود نہیں تو کسی کو مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ راے مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی کی ہے۔

چوتھی رائے: یہ ہے کہ فقہاے مجتہدین کی تین قسمیں ہیں: [۱] مجتہدین فی الشرع [۲] مجتہدین فی المذہب [۳] مجتہدین فی المسائل۔ ان میں پہلی قسم کے مجتہدین کو اصول و فروع دونوں میں باہم اختلاف کرنے کا حق ہے، اور دوسری قسم کے مجتہدین صرف مسائل اجتہادیہ کے احکام کے استخراج میں پہلی قسم کے مجتہدین سے اختلاف کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، اصول میں نہیں۔ اور تیسری قسم کے مجتہدین کو طے شدہ اصول و ضوابط کے مطابق صاحبِ مذہب سے روایت موجود نہ ہونے کی صورت میں صرف نو پید مسائل میں اجتہاد کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ان سے اختلاف کا حق نہیں ہوتا۔ اور پھر فقہاے مقلدین میں اصحابِ تخریج، اصحابِ ترجیح، اور اصحابِ تمیز اپنے اپنے درجے کے فقہا سے نو پید امسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق رکھتے ہیں، اوپر کے طبقات سے نہیں — یہ رائے مولانا محمد عارف اللہ مصباحی صاحب کی ہے۔

پانچویں رائے: یہ ہے کہ مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کسی نوعِ مجتہد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ وہ فقہاے کرام جو صاحبِ رائے اور صاحبِ نظرِ صحیح ہوں، قواعدِ شرعیہ کی معرفت اور ان میں مہارت رکھتے ہوں اور کسی ماہر فقیہ استاذ سے تربیت یافتہ ہوں۔ وہ ان مسائل میں اختلاف کر سکتے ہیں، جن کی بنیاد عرف پر ہو یا ان میں اسبابِ ستہ میں سے کوئی سبب پایا جا رہا ہو۔ یہ رائے مولانا مسیح احمد قادری، مفتی عبد السلام رضوی، مفتی عبد الرحیم اکبری، قاضی فضل رسول مصباحی، مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی، مفتی آل مصطفےٰ مصباحی اور مولانا محمد ناظم علی صاحبان کی ہے۔

ان میں سے مولانا مبشر رضا ازہرمصباحی اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کسی نوعِ مجتہد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جو فقہائے کرام کسی خاص باب یا کسی خاص مسئلہ میں اپنی وسعت علمی، کمالِ تحقیق اور خداداد قابلیت کی بنیاد پر دلائل کے ساتھ اختلاف کر سکتے ہیں یا کرتے ہیں تو ان کے لیے جائز ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا اجتہاد ہے، اور اجتہاد کے لیے کوئی خاص وقت یا تاریخ متعیّن نہیں ہے۔ جب تک دنیا قائم رہے گی اجتہاد کا سلسلہ باقی رہے گا، کیوں کہ بہت سارے مسائل ایسے ہیں جو عہدِ سلف میں نہیں تھے اور آج موجود ہیں۔ سلف کا موقف الگ تھا اور اب حالات یا علت کی بنیاد پر کچھ الگ حکم ہے"۔ اس کے ثبوت کے لیے مولانا موصوف نے امام شاطبی کی کتاب "الموافقات" (ج:۴، ص:۶۲) کی عبارت پیش کی ہے۔ (دیکھیے ان کا مقالہ، ص:۱۶،۱۷)

مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی نے اپنے موقف کے ثبوت میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت پیش فرمائی ہے:

"إنّ كثيراً من الأحكام نصّ عليه المجتهدُ صاحبُ المذهب بناء على ما كان في عرفه وزمانه قد تغيّرت بتغيّرالأزمان بسبب فساد أهل الزمان أوعموم الضرورة، كما قدمناه من إفتاء المتأخرين بجواز الاستيجار على تعليم القرآن وعدم الاكتفاء بظاهر العدالة مع أنّ ذلك مخالف لِما نصّ عليه أبو حنيفة." (شرح العقود، ص:٤٤)

مولانا ناظم علی مصباحی لکھتے ہیں:

"حاصل یہ ہے کہ اختلاف کا حق اہل کے لیے ہے، لیکن قولِ امام سے عدول و انحراف کی جو شرطیں مذکور ہیں انھیں کے تحت عدول ہوگا۔"

(مقالہ، ص:۷)

چھٹی رائے: یہ ہے کہ مسائلِ اجتہادیہ مختلف فیہا میں جو حکم ہمارے فقہائے، مجتہدین نے اپنی قوتِ نظر اور استدلال سے متعیّن کر دیا ہے، ہم مقلدین کے لیے اس کی پیروی لازم ہے، ہم اس سے انحراف نہیں کر سکتے، اور نہ ہمیں ان سے اختلاف کی اجازت ہے۔ لیکن وہ اجتہادی مسائل جن کی بنیاد عصر و زمان اور اسباب و عوامل پر ہے ان کے احکام حالاتِ زمانہ اور اسباب کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں، اور ایسے مسائل میں فقہائے کرام کو اختلاف کا حق ہر دور میں رہے گا، کہ یہ اختلاف در حقیقت اختلاف ہی نہیں بلکہ امام مذہب کے قولِ ضروری پر عمل ہے۔ یہ رائے نو علمائے کرام کی ہے__

ناظمِ مجلسِ شرعی حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی مد ظلہ العالی نے اس سلسلے میں بہت مفصل، جامع اور بصیرت افروز گفتگو فرمائی ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"فروعی مسائل کا حکم تین طرح سے معلوم کیا جاتا ہے:

(۱) اجتہاد (۲) تخریج (۳) تحقیق۔

اجتہاد اور تخریج پر مختصراً گفتگو ہو چکی اور یہ واضح کیا جا چکا کہ یہ کام اصحابِ اجتہاد اور اصحابِ تخریج کے ساتھ خاص ہے۔ تحقیق سے مراد یہ ہے کہ در پیش مسائل کے احکام مذہب کے اصول و فروع کے مطالعہ اور بحث و تنقیح کے بعد متعیّن کیے جائیں۔ آج کے فقہائے محققین کا کام یہی تحقیق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت تک پیدا ہونے والے فروعی مسائل کے احکام ہمارے فقہائے مجتہدین و مخرجین نے عموم و اطلاق وغیرہ کے ضمن میں یا صراحۃً بیان فرما دیے ہیں اگر واقعات و نوازل کے تمام پہلوؤں کا اچھی طرح جائزہ لے کر ان سے متعلق ابواب فقہ کا کامل مطالعہ غور و فکر کے ساتھ کیا جائے تو سب کے صحیح احکام اپنے مذہب کی کتابوں میں ہی مل جائیں گے۔ میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے اور ہمارے علما کی کتابوں سے بھی یہی عیاں ہوتا ہے۔" (مقالہ مفتی صاحب، ص:۲۳، ۲۴)

اس کے بعد آپ نے اس طرح کے نو پیدا مسائل کی کچھ مثالیں پیش کی ہیں، پھر غیر مجتہد فقہائے محققین کے ذریعہ منقّح ہونے والے گیارہ فقہی فروعی مسائل پر تفصیل کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے حضرت کا مقالہ، ص:۲۵، تا ص:۳۷)

جوابات سوال نمبر (۵)

پانچواں سوال یہ ہے کہ "فقہا میں جو اختلافات رونما ہوئے کیا ان میں صرف یہ ہوا ہے کہ افقہ نے فقیہ سے اختلاف کیا یا زیادہ تر ایسا ہوا ہے کہ فقیہ نے اپنے مساوی یا افقہ سے اختلاف کیا؟ مثالوں کی روشنی میں واضح کریں۔"

اس سوال کے جواب میں تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ زیادہ تر فقیہ نے اپنے مساوی و ہم پلہ یا اپنے سے افقہ سے اختلاف کیا ہے اور اس کی متعدّد مثالیں بھی دی ہیں۔ البتہ مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی صاحب لکھتے ہیں کہ "اس قسم کے جو بھی اختلافات ہوئے ہیں ان میں بھی یہی ہوا ہے کہ فقیہ نے افقہ سے اختلاف کیا"۔ اور مفتی معین الدین اشرفی فرماتے ہیں کہ "افقہ کا فقیہ سے اختلاف نادر الوجود ہے"۔

جوابات سوال نمبر (۶)

سوال (۶) یہ ہے کہ "کسی دلیل یا اختلافِ عصر و زمان کی وجہ سے کسی فقیہ کا اپنے دور کے افقہ یا مُساوی سے اختلاف یا دورِ ماقبل کے افقہ سے اختلاف جائز ہوتا ہے یا نہیں؟"

اس سوال کے جواب میں تمام مقالہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ دلیل یا اختلافِ عصر و زمان یا اسبابِ ستہ میں سے کسی سبب کے پائے جانے کی بنیاد پر اپنے زمانے کے افقہ یا مُساوی سے اور دورِ ماقبل کے کسی افقہ سے اختلاف جائز و درست ہے۔ خود فقہی کتابوں میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔

مولانا محمد ناظم علی مصباحی لکھتے ہیں:

”جائز ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ دور میں جائز تھا مگر حسبِ ضرورت بقدرِ ضرورت، نہ اتنا کہ اختلاف کے مقاصد فوت ہوجائیں اور جاے اختلاف باقی نہ رہے۔“ (ص:۸)

سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ فرماتے ہیں:

”اسے ناجائز کہنا درج بالا حقائق سے انکار اور امت کے بہت بڑے طبقے کو گناہ کا مرتکب ٹھہرانا ہے جو بلا شبہہ ناجائز و گناہ ہے اور ایسا قول قطعًا ناقابلِ اعتنا۔“ (مقالہ مفتی صاحب، ص:۳۸)

جوابات سوال نمبر (۷)

ساتواں اور آخری سوال یہ ہے کہ ”دورِ اجتہاد کے بعد فقہاے محققین میں جو اختلافات رونما ہوئے کیا وہ بھی امت کے لیے باعثِ رحمت ہیں اور خاطی مستحقِ اجر ہے؟ یا معاملہ برعکس ہے؟ دلیل کی روشنی میں بتائیں۔“ — اس سوال کے جواب میں علماے کرام کے درج ذیل موقف ہیں:

پہلا موقف: یہ ہے کہ مطلق اختلاف باعثِ رحمت نہیں، بلکہ باعثِ رحمت وہ اختلاف ہے جو فروعی مسائل میں مجتہدین کے درمیان ہو۔ آج کے اختلاف کو دورِ مجتہدین یا دورِ محققین (مرجحین) کے اختلاف کا درجہ نہیں دیا جا سکتا — یہ موقف مولانا قاضی فضل احمد مصباحی صاحب کا ہے۔

دوسرا موقف: مولانا محمد سلیمان مصباحی کا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”فقہاے محققین کے درمیان مسائلِ فقہیہ میں اختلاف ہر دور میں رو نما ہوا ہے اور وہ اختلاف باعثِ رحمت ہے مگر خطا کی صورت میں ایک ثواب اور صواب کی صورت میں دوگنے ثواب کا حق دار ہونا مجتہدین کرام کی شان ہے، غیر مجتہد کے لیے یہ حکم نہیں۔ ہاں! خطا کی صورت میں غیر مجتہد فقہاے کرام کے بارے میں یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہ فرمائے گا۔“

(مقالہ مولانا محمد سلیمان مصباحی، ص:۴)

تیسرا موقف: یہ ہے کہ یہ اختلاف بھی امت کے لیے رحمت ہے اور خاطی مستحقِ اجر و ثواب ہے۔ یہ باقی تمام مقالہ نگاروں کا موقف ہے۔ مگر اس حکم کے لیے تین علماے کرام نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ یہ اختلاف صدق و اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی ہو، خوفِ خدا غالب ہو، کسی نام و نمود اور قلّتِ غور و فکر کا نتیجہ نہ ہو، خوب غور و فکر کرلیا ہو، فتویٰ دینے میں تساہلی اور جلد بازی سے کام نہ لیا ہو۔ یہ شرط مولانا قاضی فضل رسول مصباحی، مولانا محمد ناظم علی مصباحی اور مفتی محمد معراج القادری کے مقالوں میں ہے۔

محققین کے باہمی اختلاف کو باعثِ رحمت اور خاطی کو مستحقِ اجر و ثواب قرار دینے والے علما کے دلائل یہ ہے:

مولانا رفیق عالم مصباحی لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے: ”اختلاف أمتي رحمة“

(کنزالعمال، ۵/۵۹)

دورِ اجتہاد کے بعد غیر اجماعی اجتہادی مسائل میں فقہا و محققین زمانہ کے درمیان دلائل کی بنیاد پر جو اختلافات ہوئے وہ بھی باعثِ رحمت ہیں، جیسا کہ حدیث مذکور کا عموم اس پر دال ہے۔

المعتقد المنتقد میں ہے:

”فالاختلاف في علم الأحكام رحمة، و الاختلاف في علم التوحيد والإسلام ضلالة و بدعة، والخطأ في علم الأحكام مغفور، بل صاحبه فيه ماجور، بخلاف الخطإ في علم الكلام فإنه كفر وزور، وصاحبه مازور. هذا ما أفاده الإمام الأعظم في الفقه الأكبر، والقاري في شرحه.

(ص:۲۳۸، رضا اکیڈمی، ممبئی)

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ فرماتے ہیں:

(الف) - طلبِ علم کے کئی درجات ہیں اور تحقیق کے ذریعہ طلبِ حکم شرعی اس کا سب سے اونچا درجہ ہے؛ اس لیے وہ نہ صرف مستحق اجر ہوگا بلکہ مستحقِ اجرِ عظیم ہونا چاہیے کہ کام جس قدر اہم اور مشقت طلب ہوتا ہے اس کا اجر بھی اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ مطلقًا طلبِ علم پر حدیثِ نبوی میں اجر و ثواب کا وعدہ ہے اور طلبِ حکمِ شرعی پر دوگنے اجر و ثواب کی بشارت، چناں چہ حدیثِ نبوی شاہد ہے:

عَن واثِلة بن الأسقَع، قال: قال رسولُ الله ﷺ: مَن طَلَبَ العِلمَ فَأَدرَكَهُ كانَ لهُ كِفلَانِ مِنَ الأجرِ. فإن لم يُدرِكهُ كان لهُ كِفلٌ مِنَ الأجرِ. رواه الدارمي.

مرقاة المفاتيح میں ہے: (مَن طلب العلم فأدركهُ) أي حصَّلهُ. وقيل: "أدركهُ" أبلغُ مِن "حَصَّلَهُ"؛ لأنّ الإدراكَ بلوغُ أقصى الشّيءِ (كان لهُ كفلان) نصيبان (من الأجر): أجر الطلب، وأجر الإدراك كالمجتهد المصيب. (فإن لم

يدركهٗ كان لهٗ كفلٌ من الأجر) كالمخطئ. ونظيرُ ذٰلك الخبر الصحيح:"إذا اجتهد المجتهد فأصاب فلهٗ أجران، وإن أخطأَ فله أجرٌ واحدٌ."اھ (مرقاة المفاتيح، ص:٤٦٨، ج:١، كتاب العلم، دار الكتب العلمية، بيروت)

(ب) صاحبِ ہدایہ امام برہان الدین رشدانی مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقۂ مجتہدین کے فقہا سے نہیں، عام طور پر آپ کا شمار ائمۂ ترجیح سے کیا گیا ہے پھر بھی آپ کے قول ضعیف وشاذ پر بہ وقت ضرورت عمل کو تقلید مذہب غیر سے احسن کہا گیا ہے، فتاویٰ رضویہ میں ہے:

وقال (العلامة الشامي) في "الفوائد المخصّصة": صاحب الهداية مِن أجلّ أصحاب الترجيح فيجوز للمبتلىٰ تقليده؛ لأنّ فيما ذكرناه مشقةً عظيمةً فجزاه الله تعالىٰ خير الجزاء حيث اختارالتوسيع والتسهيل الّذي بنيت عليه هذه الشريعة الغراءالسهلة السمحة. اھ

(فتاوىٰ رضو يه، ج:١، ص:٦٣، رساله الطراز المعلم)

دیکھیے صاحبِ ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قولِ شاذ پر خاتم الفقہا علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے حق میں دعا فرمارہے ہیں:

"فجزاهُ اللهُ تعالىٰ خيرا الجزاء"

اور مجددِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اسے نقل کر کے باقی رکھا، بلکہ مزید افادات سے بھی نوازا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فقیہ غیر مجتہد اپنی تحقیق پر اللہ عزوجل کی بارگاہ سے "خير جزاء" کا حق دار ہے جو بلا شبہہ "اجرِ عظیم" سے عبارت ہے۔" (مقالہ مفتی صاحب، ص:۳۸تا۴۰ ملخصًا)

(ج) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مسئلہ نوٹ کی تحقیق جلیل کے بعد فرماتے ہیں:

"بایں ہمہ حاشا نہ فقیر مجتہد ہے نہ ائمۂ مجتہدین کے ادنیٰ غلاموں کا پاسنگ ان کی خاکِ نعل کے برابر بھی منہ نہیں رکھتا، نہ معاذ اللہ شرع الٰہی میں اپنی عقل قاصر کے بھروسے پر کچھ بڑھا سکتا ہے، اس فتویٰ اور ان دونوں رسالوں [كفل الفقيه الفاهم — اور– كاسر السفيه الواهم] میں جو کچھ ہے جُہدِ المُقِل ہے، یعنی ایک بے نوا محتاج کی اپنی طاقت بھر کوشش، اگر حق ہے تو محض میرے مولیٰ پھر اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہے اور اسی کے وجہ کریم کے لیے حمد، اور اس کے فضل سے امید ہے کہ ان شاء اللہ الکریم ضرور حق ہے۔ اس کے گھر کی برکات دل کشا، اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم جاں فزا نے اپنے گدائے بے قدر پر یہ فیضان کیے ہیں ورنہ کہاں یہ عاجز اور کہاں ڈیڑھ دن سے کم میں یہ رسالہ تصنیف کر دینا۔ پھر اس کے شہر کریم کے اکابر علمائے کرام نے اس درجہ پسند فرمایا یہ بفضلہ عزّوجلّ سب آثار قبول ہیں۔ اور اگر شاید یہاں علم الٰہی میں کوئی دقیقہ ایسا ہے جس تک نہ میری نظر پہنچی نہ ان علمائے کرام بلد اللہ الحرام کی، تو میں اپنے ربّ عزّوجلّ کی طرف انابت کرتا اور ہر مسئلہ میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں جو اس کے نزدیک حق ہے۔ اور وہ کہتا ہوں جو میرے امام اعظم کے امام اعظم حضور سیدنا عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا:

فإن يك صوابًا فمن الله تعالىٰ،و إن يك خطأ فمنّي و من الشيطان، واللهُ و رسولُه بر يئان.

(فتاوی رضویہ جلد ۷، ص۲۲۹)

اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسئلہ نوٹ کی تحقیق فقیہِ غیر مجتہد نے کی ہے اور اس تحقیق میں اپنی طاقت بھر کوشش صَرف فرمائی ہے اس لیے یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ تحقیق ان شاء اللہ ضرور حق ہے، پھر اسے اپنے مولا عزوجل اور اس کے حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم بتانا، اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لانا اس بات کی صراحت ہے کہ فقیہ غیر مجتہد بھی اپنی تحقیق پر مستحقِ اجر ہے کہ "برکاتِ دل کشا اور کرمِ جاں فزا" اجر سے خالی نہیں ہوتے۔" (مقالہ مفتی صاحب، ص:۲۵)

یہ ہے اس موضوع سے متعلق مقالات کا خلاصہ۔ اب اس کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں:

☆ تنقیح طلب امور ☆

۱. مسائلِ اجتہادیہ کی صحیح اور جامع تعریف کیا ہے؟

۲. کیا عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ وحکم ایک ہی ہے، یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟

۳. ترجیح یا فتویٰ مختلف ہو تو کب دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل و فتویٰ کا اختیار ہوتا ہے؟ کچھ مثالوں سے وضاحت فرمائیں۔

۴. کیا مسائلِ اجتہادیہ میں اختلاف کا حق صرف مجتہدین فی المسائل کو حاصل ہے یا تمام طبقاتِ مجتہدین کو، یا قواعدِ شرعیہ کی معرفت رکھنے والے غیر مجتہد علمائے محققین کو بھی؟ حکم جو بھی ہو وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔

۵. علما کے باہمی اختلاف کا رحمت ہونا اور خاطی کا مستحقِ اجر ہونا صرف مجتہدین کے ساتھ خاص ہے یا غیر مجتہد علما کے باہمی اختلافات بھی رحمت ہیں اور خاطی مستحقِ اجر و ثواب ہے یا خاطی اجر و ثواب سے محروم ہوگا، مگر بارگاہِ الٰہی سے یہی امید ہے کہ اس سے مواخذہ نہ ہوگا؟ بہر حال جو بھی حکم ہو دلیل کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ ☆☆☆

خلاصۂ مقالات بعنوان

ضروریاتِ دین و ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی وضاحت

مولانا محمد ساجد علی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے اربابِ حل و عقد نے بائیسویں فقہی سمینار میں تحقیق و مذاکرہ کے لیے جن چار موضوعات کا انتخاب کیا، ان میں چوتھا موضوع ہے "ضروریاتِ دین و ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی وضاحت"۔

اس موضوع سے متعلق سوال نامہ حضرت مولانا اختر حسین فیضی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے مرتب فرمایا اور فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ حدیثیہ و فتاویٰ حامدیہ کی بعض عبارات پیش کرتے ہوئے مسئلۂ دائرہ کی توضیح و تشریح کے لیے ہندوستان کے مختلف اضلاع اور ریاستوں میں تدریس و تحقیق اور افتا کا فریضہ انجام دینے والے علمائے کرام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں درج ذیل تین سوالات پیش کیے۔

(1) ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی واضح تعریف کیا ہے؟

(2) کن امور کا شمار ضروریاتِ دین میں ہوگا اور کن امور کا شمار ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت میں؟ ان دونوں کے مصادیق زیادہ سے زیادہ شمار کرائیں۔

(3) ان دونوں کا الگ الگ حکم کیا ہے؟

ان سوالات کے تعلق سے چوبیس علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اپنے بیش قیمت تحقیقی مقالات اور گراں قدر آرا ارسال فرماکر مجلسِ شرعی کا دینی و علمی تعاون کیا۔ [اللہ جلّ شانہٗ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے] یہ مقالات و آرا فل سکیپ سائز کے ۱۳۸/ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

پہلا سوال اور اس کے جوابات

پہلا سوال ہے: ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی واضح تعریف کیا ہے؟

اس سوال کے دو جز ہیں: **(الف)** ضروریاتِ دین کی واضح تعریف کیا ہے؟۔ **(ب)** ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کی واضح تعریف کیا ہے؟۔

جز الف (ضروریاتِ دین کی تعریف) میں ہمارے علمائے کرام کی تحریریں دو قسم کی ہیں:

[ا] ضروریاتِ دین وہ احکام و مسائل ہیں جو قرآنِ کریم یا حدیثِ متواتر یا اجماع سے اس طرح ثابت ہوں کہ ان میں نہ کسی شبہے کی گنجائش ہو، نہ تاویل کی کوئی راہ ہو، اور انھیں خواص و عوام سبھی جانتے ہوں۔ جیسے اللہ جل شانہ کا ایک ہونا، نماز، روزہ، حج اور زکات وغیرہ کا فرض ہونا اور چوری، زنا وغیرہ کا حرام ہونا۔

یہاں خواص سے مراد علمائے کرام ہیں اور عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا شمار طبقۂ علما میں نہ ہو، مگر وہ علما کی صحبت سے شرف یاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔

ہمارے اکثر مندوبین کرام نے الفاظ و تعبیرات میں قدرے اختلاف کے ساتھ یہی تعریف نقل کی ہے۔ اس تعریف کے مآخذ و مصادر درج ذیل ہیں:

✻ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔ اول ضروریاتِ دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات، واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے، جن میں نہ شبہے کی گنجائش، نہ تاویل کو راہ"۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۲، سوفٹ ویر]

✻ فتاویٰ امجدیہ میں ہے: "ضروریاتِ دین میں ائمہ و علما کا اختلاف نہیں ہو سکتا، یہ وہ مسائل ہیں کہ اس کے علم میں اہل علم اور غیر برابر ہیں، ہر ایک کو اس کا دین سے ہونا معلوم ہے"۔ [فتاویٰ امجدیہ، ج۴، ص۳۸۵]

✻ بہار شریعت میں ہے:

"ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں، حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔

عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرف یاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ کہ کوردہ اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں "۔[بہار شریعت، حصہ اول، ص۱۷۲، ۱۷۳، مکتبۃ المدینہ]

❋ فتاویٰ شامی میں ہے:

"وصرح أيضا بأن ما كان من ضروريات الدين وهو ما يَعرِف الخواصُ والعوام أنه من الدين كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة والصلواتِ الخمس وأخواتِها يكفر منكره،وما لا فلا كفساد الحج بالوطء قبل الوقوف وإعطاءِ السدسِ الجدةَ ونحوِه أي مما لا يَعرِف كونَه من الدين إلا الخواصُ". [ردالمحتار ، ج۲،ص ٥]

❋ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے :

"المعلوم من الدين بالضرورة...ضابطه هو أن يكون قطعيا مشهورا بحيث لايخفىٰ على العامة المخالطين للعلماء بأن يعرفوه بداهة من غير افتقار إلى نظر واستدلال" .

[الفتاویٰ الحدیثیة ،ص ١٤١]

❋ فتاویٰ عزیزی میں ہے :

"فمن أنكر من ضروريات الدين لم يبق من أهل القبلة ؛لأن ضرورياتِ الدين منحصرة عندهم في ثلاثة : (١)مدلولُ الكتاب بشرط أن يكون نصا صريحا لايمكن تاويله كتحريم الخمر والميسر وإثباتِ العلم والقدرة والإرادةِ والكلام له تعالىٰ... (٢) و مدلولُ السنة المتواترة لفظا أو معنىً سواء كان من الاعتقاديات أو من العمليات وسواء كان فرضا أو نفلا كوجوب محبة أهل البيت من الأزواج والبنات، والجمعةِ والعيدين. (٣) والمُجمَع عليه إجماعاقطعيا كخلافة الصديق والفاروق ونحوذٰلك ".

[فتاویٰ عزیزی، ص ۳۹۷،ادب منزل،کراچی ،پاکستان]

❋ التقریر والتحبیر میں ہے :

"ماكان من ضروريات الدين أي دين الإسلام وهو مايعرِفه منه الخواصُ والعوام من غير قبول للتشكيك كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة ووجوب الصلوات الخمس وأخواتِها من الزكاة والصيام والحج".

[التقرير والتحبيرعلى تحرير الكمال بن الهمام ،ج ٣، ص ١١٣]

❋ المعتقد المنتقد میں ہے :

"قيل: الإيمان هو التصديق بالقلب فقط أي قبول القلب وإذعانه لِمَاعُلم بالضرورة أنه من دين محمد ﷺ بحيث يَعلمه الخاصة والعامة من غير افتقار إلى نظر واستدلال ". [المعتقد المنتقد ص١٩٤]

❋ حاشیۂ چلپی علی شرح العقائد میں ہے :

"مااشتهر كونه من الدين بحيث يعلمه العامة بلا دليل كوحدة الصانع ووجوب الصلوٰة وحرمة الخمر حتى لو لم يُصَدِّق بوجوب الصلوٰة مثلا عند سوالها فهو كافر عند الجمهور".[حاشية چلپي على شرح العقائد ، ج٣،ص ١٤٥]

❋ بعض مقالہ نگار حضرات نے نزہۃ القاری کی درج ذیل عبارت بھی نقل کی ہے :

"ضروریاتِ دین سے مراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں ذرہ برابر شبہہ نہ ہو، اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام وخاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مراد علما ہیں اور عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر علما کی صحبت میں رہتے ہوں۔ اس بنا پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہو، مگر ان کا ثبوت قطعی نہ ہو تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں، مثلاً عذاب قبر، اعمال کا وزن۔ یوں ہی وہ باتیں جن کا ثبوت قطعی ہو، مگر ان کا دین سے ہونا عوام وخواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی ضروریاتِ دین سے نہیں ، جیسے صلبی بیٹیوں کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا"۔

[نزہۃ القاری شرح بخاری، ج۱، ص۲۳۹]

[۲] ضروریاتِ دین کی دوسری تعریف اس طرح کی گئی ہے:

دین وعقائد کے وہ مسائل جن کا دین سے ہونا ہر عام وخاص کو معلوم ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، زکات کی فرضیت، اجماع کی حجیت، کتاب وسنت کی قطعیت وغیرہ۔

یہ تعریف الفاظ وتعبیرات کے معمولی اختلاف کے ساتھ ہمارے

بعض مندوبین کرام کے مقالات میں ہے۔

[ب] ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت کی تعریف :

اس سوال کے جواب میں ہمارے مقالہ نگار مندوبین کرام کی تعبیرات مختلف قسم کی ہیں، مثلاً:

[۱] ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت وہ مسائل ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہوں، لیکن ان میں تاویل کا احتمال ہو، اوران کا مذہب اہل سنت وجماعت سے ہونا سب عوام وخواص اہل سنت کو معلوم ہو، جیسے عذابِ قبر، اعمال کا وزن، ایصال ثواب وغیرہ۔

ہمارے بیشتر مندوبین کرام نے یہی تعریف نقل کی ہے ،اگرچہ ان کے الفاظ وتعبیرات میں قدرے اختلاف ہے۔ہاں ! بعض حضرات نے تعریف کے جز واخیر[ان کا مذہب اہل سنت وجماعت سے ہونا سب عوام وخواص اہل سنت کو معلوم ہو]کی صراحت نہیں کی ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ "ضروریات" کہنے کے بعد اس کی حاجت نہیں رہ جاتی ؛ کیوں کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے " فُسِّرت الضروریاتُ بما یشترك في علمه الخواصُ والعوام "۔ [سوال نامہ]۔ اس تعریف کے مآخذ و مصادر درج ذیل ہیں:

* فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"دوم، ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت، ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے، مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے"۔[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۲، مکتبۃ المدینہ]

* نزہۃ القاری میں ہے:

"ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا مذہب اہل سنت سے ہونا سب عوام وخواص اہل سنت کو معلوم ہو۔ جیسے عذابِ قبر ،اعمال کا وزن"۔[نزہۃ القاری شرح بخاری، ج۱، ص۲۳۹]

[۲] ضروریاتِ مذہب اہل سنت: جن کا دین سے ہونا ہر عام وخاص کو معلوم نہیں ،البتہ مذہبِ اہل سنت سے ہونا اہل سنت کے ہر عام وخاص کو معلوم ہے۔ کما ھو المتبادر من الفتاویٰ الرضویۃ۔

[مقالہ مولانا قاضی فضل احمد مصباحی، جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، بنارس]

[۳] ضروریاتِ مذہب اہل سنت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کے علم میں تھوڑے عوام وخواص برابر ہوں یعنی ان کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو، لیکن احتمال تاویل کی بنا پر ان کے مخالفین کو گمراہ، بدمذہب تو کہا جاسکتا ہے، مگر کافر نہیں۔[مقالہ مولانا قاضی فضل رسول مصباحی، مدرسہ سراج العلوم، برگدہی، مہراج گنج]

[۴] جن چیزوں کا اللہ کے رسول ﷺ اور صحابۂ کرام کے طریقہ سے ہونا ہر خاص وعام، عالم وغیر عالم کو بغیر نظر واستدلال کے بداہۃ معلوم ہو، وہ ضروریاتِ اہل سنت میں سے ہیں۔

[مقالہ مولانا شہاب الدین اشرفی، جامع اشرف، کچھوچھہ شریف]

[۵] وہ اصولِ دین جو کسی عام مسلمان پر اس وجہ سے مخفی رہ جائیں کہ اس نے نہ شریعت سے ممارست رکھی، نہ اس سے بکثرت ممارست رکھنے والے علما کی صحبت اختیار کی۔اسی قسم کو ضروریاتِ مذہب اہل سنت وجماعت کہتے ہیں۔[مقالہ مولانا محمد عارف اللہ مصباحی، مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد، مئو]

[۶] جن امور کا دین اور مذہب اہل سنت سے ہونا سنی مسلمانوں کے عوام وخواص کو معلوم ہو، جیسے حضرات خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ۔[مقالہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو]

* مولانا ضیاء الحق اشرفی مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

ضروریاتِ اہل سنت کی اصطلاح میرے مطالعے کی حد تک متقدمین ومتاخرین کی کتابوں میں نظر نہیں آئی، لیکن ضروریاتِ دین کے اصطلاحی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے "ضروریاتِ اہل سنت " کے تقریبی معنی ومفہوم کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

"ضروریاتِ اہل سنت کا مفہوم: وہ اصول واحکام جو اہل سنت وجماعت کے درمیان مجمع علیہا ہیں، جو عوام وخواص کے مابین معروف ہیں، خواہ وہ ضروریاتِ دین سے ہوں یا نہ ہوں، جو دلائل قطعیہ محتملہ سے ثابت ہوں۔

[مقالہ مولانا ضیاء الحق اشرفی مصباحی، کچھوچھا شریف، ص۳]

دوسرا سوال اور اس کے جوابات

دوسرا سوال ہے: کن امور کا شمار ضروریاتِ دین میں ہوگا اور کن امور کا شمار ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت میں؟ ان دونوں کے مصادیق زیادہ سے زیادہ شمار کرائیں۔

اس سوال کے جواب میں ہمارے اکثر مندوبین کرام نے اختصار سے کام لیا ہے، لیکن بعض حضرات نے کچھ تفصیل پیش کی ہے۔

ہم کسی کے نام کی صراحت کیے بغیر تمام اربابِ قلم کے بیان کردہ مصادیق یکجا کردیتے ہیں؛ تاکہ نتیجہ تک پہنچنا آسان سے آسان تر ہو:

ضروریاتِ دین کے مصادیق [عقائد کی قبیل سے]:

• اللہ جل شانہ کا ایک ہونا • ذات وصفات میں شریک سے پاک ہونا • بے عیب ہونا • حوادث سے پاک ہونا • حوادث کی علامات وآثار سے پاک ہونا • تنہا عبادت کا مستحق ہونا • جملہ مخلوقات کا خالق ہونا • بے مثل ہونا • رحیم ،خبیر، لم یلد، لم یولد، معز، مذل ہونا • حی ہونا • قیوم ہونا • علم والا ہونا • قدرت والا ہونا • ارادہ والا ہونا • قدیم ،ازلی اور ابدی ہونا • سمیع وبصیر ومتکلم ہونا • رب

العالمین ہونا• آسمانی کتابیں نازل کرنا• رسولوں کو بھیجنا• تمام رسولوں پر ایمان لانا• فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھنا• مردوں کو زندہ کرنا• جزاو سزا کے لیے حشر ونشر ہونا• مومنوں کے لیے خلودفی الجنۃ• کافروں کے لیے خلودفی النار• دنیا کا حادث ہونا• اللہ تعالیٰ کے علم کا جزئیات وکلیات کو محیط ہونا• اس پر ایمان رکھنا کہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں• وہ مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے• اس میں تغیر نہیں آسکتا• اسے مقدار عارض نہیں • وہ شکل سے منزہ ہے• حد وطرف ونہایت سے پاک ہے• اس کے لیے مکان اور جگہ نہیں • اس پر ایمان رکھنا کہ اللہ جل شانہ کا علم ذاتی ہے • اس نے حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے• سرکار علیہ الصلاہ والسلام کا علم دوسروں سے زائد ہے• ابلیس کا علم معاذاللہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے ہرگز وسیع نہیں • جو علم اللہ جل شانہ کی صفتِ خاصہ ہے،وہ ہرگز ابلیس لعین کے لیے نہیں ہوسکتا• سرکار علیہ الصلاہ والسلام کے علم کو بچے ،پاگل کے علم سے تشبیہ دینا سرکار کی توہین ہے • حضور ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں • وہ آخری نبی ہیں،ان کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا• وہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں • قرآن کریم کو کلام الٰہی جاننا• قرآن کریم کو کامل ماننا،یعنی جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح محفوظ ہے،اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی ہے• انبیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوسرے تمام انسانوں سے افضل ماننا• جنت اور اس کی نعمتیں• دوزخ اور اس کے عذاب کا حق جاننا• احکام میں نسخ واقع ہونا• تعظیم نبی ﷺ • بیت ام ہانی سے بیت المقدس تک سفر معراج کا اعتقاد رکھنا• انبیاے کرام کا صاحب معجزات ہونا• مسلمان کو مسلمان جاننا • کافر کو کافر جاننا• اس پر یقین رکھنا کہ جن و ملائکہ• قیامت وبعث • حشر ونشر• حساب وکتاب• ثواب وعذاب• اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں • اللہ جل شانہ کا انسانوں کے مثل ہاتھ اور آنکھ سے پاک ہونا۔ • نبی کو ولی سے افضل جاننا • منکر نکیر کے سوال وجواب۔• کوثر• صراط • گنہگاروں کی شفاعت اور شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نجات وغیرہ۔

ضروریاتِ دین کے مصادیق[اعمال کی قبیل سے]:

• جنابت سے وضوو غسل کا واجب ہونا• پانی دستیاب نہ ہونے پر تیمم کا واجب ہونا• پیشاب،پاخانہ جیسی چیزوں سے وضو کا ٹوٹنا• جماع وحیض جیسی چیزوں سے غسل واجب ہونا• پنج وقتہ نمازوں کا وجوب• پنج وقتہ نمازوں کی رکعات • نماز میں رکوع وسجدہ جیسے ارکان کا واجب ہونا• حدث کے سبب نماز کا ٹوٹنا• شرائط جمعہ سے نماز جمعہ کا واجب ہونا• جانور،فصل اور نقود میں زکات کا وجوب• روزۂ رمضان کا وجوب۔☆ صاحب استطاعت پر حج وعمرہ کا وجوب• خرید وفروخت کی حلت• اقرار پر مواخذہ کی حلت• شفعہ کی حلت• اجارہ کی حلت• وقف کی حلت • ہدیہ کی حلت• ہبہ کی حلت• صدقہ کی حلت• رشتہ داروں میں وراثت جاری ہونا• ذوی الفروض کے لیے قرآن پاک کے مقررہ حصے• نکاح کی حلت • وقوع طلاق کی حلت• قصاص ودیت کا نفاذ• قتل مرتد کا حلال ہونا• شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کی حلت• غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگانے کی حلت• چور کے ہاتھ کاٹنے کی حلت• جہاد کا حلال ہونا• جزیہ لینے کی حلت• اللہ کی قسم کھانے کی حلت• امامت وخلافت• غلام آزاد کرنے کی حلت• حالت حیض ونفاس میں قصدا وطی کرنے کی حرمت• بلا وضو نماز پڑھنے کی حرمت• رمضان کے روزے کی حالت میں جماع کی حرمت •ربا کی حرمت •غصب کی حرمت•مکس کی حرمت• محارم نسبیہ،محارم صہریہ،محارم رضاعیہ سے نکاح کی حرمت• تین طلاق والی عورت کا شوہر پر حرام ہونا• ماں بیٹی سے نکاح کی حرمت• ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح کی حرمت• ناحق قتل کی حرمت •زنا کی حرمت•لواطت کی حرمت •چوری کی حرمت• شراب نوشی کی حرمت•جوے کی حرمت•عدم اضطرار کی حالت میں مردار کھانے کی حرمت • جھوٹی گواہی دینے کی حرمت• غیبت کی حرمت• چغلی کی حرمت• ایذاے مسلم کی حرمت• مس وتقبیلِ اجنبیہ کا معصیت ہونا •اجماع وقیاس کا حجت ہونا• گاے کی قربانی کا حلال ہونا• غیر مسلموں کی مجالس اعیاد میں شرکت کا حرام ہونا• درود خوانی کی خوبیاں • تلاوت قرآن کریم کی خوبیاں • کھانا کھلانے کی خوبیاں • صدقات وخیرات کی خوبیاں • بیوی کی وراثت کا حکم• نکاح ثانی کی اباحت• کذب کی حرم وغیرہ۔

درج ذیل امور بھی ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں، لیکن کوئی دلیل نقل نہیں کی گئی ہے:

• حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا اعتقاد۔

• خانہ کعبہ کو خانۂ خدا کا اعتقاد• کعبہ شریف یا کسی فرشتے یا نبی کی توہین کی حرمت• سجدۂ تعبدی کی حرمت۔

• رسول پاک علیہ السلام کو اس طرح تسلیم کرنا کہ آپ عالم ماکان ومایکون ہیں اور قبر میں آپ کی زندگی دنیا ہی کی طرح ہے۔

باقی مصادیق کے دلائل درج ذیل ہیں:

❊ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے :

منها(أي من ضروريات الدين) في الاعتقادي

وحدانية الله تعالىٰ وتفرُّده بالألوهية وتنزُّهه عن الشريك، وسماتِ الحادثات كالألوان، وتفرُّدُه باستحقاق العبودية على العالمين وبإيجاد الخلق، وحياتُه وعلمه وقدرته وإرادته وإنزاله الكتبَ و إرسالُه الرسلَ، وأن له عبادا مكرمين وهم الملائكة، و أنه يُحيي الموتى ويحشُرهم إلى دار الثواب والعقاب ، و أن المؤمنين مخلدون في الجنة وأن الكافرين مخلدون في النار، وأن العالَم حادث وأنه تعالىٰ محيط بالجزئيات كالكليات، وغيرُ ذٰلك من كل خبر نص عليه القرآن والسنة المتواترة نصا لا يحتمل التأويل أو اجتمعت الأمة عليه أن ذٰلك هو معناه، وعُلم من الدين بالضرورة.

ومنها:في العملي وجوبُ الوضوء والغسل من الجنابة ، والتيممُ ، وانتقاضُ الطهارة بنحو البول ، وحصولُ الجنابة بنحو الجماع والحيض، ووجوبُ الصلوات الخمس وعددُ ركعاتها، ووجوبُ نحو الركوع والسجود فيها وبطلانُها بتعمد نحوالحدث ووجوبُ الجمعة بشروطها، ووجوبُ الزكاة في الأنعام والزرع والنقود دون التجارة...وقدرُ نُصُبِها المُجمع عليها، ووجوبُ صوم رمضانَ والحجِ والعمرةِ على من استطاعها، وحِلُّ البيع والمؤاخذةُ بالإقرار وحِلُّ الأخذ بالشفعة، وحِلُّ الإجارة والاعتدادُ بالوقف والهبة والصدقة والهدية، وحصولُ التوارث بين الأقارب، وأقدارُ الأنصباء المذكورة في القرآن لذوي الفروض، وحِلُّ النكاح ووقوعُ الطلاق وجريانُ القَوَد أو الدية، وحِلُّ قتل المرتد ورجمِ الزاني المحصن وجَلدِ غيره، وقطعِ السارق، وحِلُّ الجهاد وأخذِ الجزية والحلفِ بالله سبحانَه وتعالى، وتولي الإمامة العظمى، والعَتاقِ ونفوذِه، وتحريمُ تعمّد الوطء في الحيض والنفاس، والصلاةِ بنحو غير وضوء والجماعِ في نهار رمضانَ بخلافه في الحج ، وتحريمُ الربا والغصَب والمكس، ونكاحِ المحارم بالنسب أو الرضاع أو المصاهرة، والجمع بينَ نحو الأم وابنتها والأختين في النكاح، وتحريمُ المطَلقة ثلاثا وقتلِ النفس بغير الحق، والزنا واللواط ولو في مملوكه ... والسرقةِ وشرب الخمر والقمار وأكل الميتة في حال الاختيار، وشهادة الزُور والغيبة والنميمة وإيذاء المسلمين ونحو ذلك، فالاعتقادي بأقسامه السابقة والعملي بأقسامه الثلاثة؛ يعني ما قلنا إنه واجب أو حلال أو حرام معلوم من الدين بالضرورة من حيث أصل كل منها، وإن وقع خلاف في بعض تفاصيل صور من العملي.

[الفتاوى الحديثيه ،ج١ ،ص١٤٢،١٤١، دارالفکر ،بیروت]

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے :

• اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقصان سے پاک ہے • سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف، کسی طرح، کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا • مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے • اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو ، پھر بدل کر اور حالت پر ہوجائے • وہ جسم نہیں، جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں • اُسے مقدار عارض نہیں کہ اِتنا یا اُتنا کہہ سکیں، لمبا چوڑا یا دَلدار یا موٹا یا پتلا یا بہت یا تھوڑا یا گنتی یا تول میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا ہلکا نہیں • وہ شکل سے منزّہ ہے، پھیلا یا سمٹا، گول یا لمبا، تکونا یا چوکھونٹا، سیدھا یا ترچھا، یا اور کسی صورت کا نہیں • حدو طرف ونہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو، بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے، نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لیے • وہ کسی چیز سے بنا نہیں • اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کرسکتے • جہت اور طرف سے پاک ہے۔ جس طرح اُسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اُوپر بھی ہرگز نہیں • وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو • کسی مخلوق سے جُدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو اُس کے لیے مکان اور جگہ نہیں • اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم و جسمانیات سے منزّہ ہے۔[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۱۶، سوفٹ ویر]

❋ اسی میں دوسری جگہ ہے:

” • اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے، اُس کے بے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا • رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا • رسول اللہ ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں • جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو شریک کرنا بھی شرک ہو، وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا۔ جو ایسا مانے قطعاً مشرک، کافر، ملعون، بندۂ ابلیس ہے • زید و عمرو، ہر بچے، پاگل، چوپائے کو علمِ غیب میں محمد رسول اللہ ﷺ کے مماثل کہنا حضور اقدس ﷺ کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور اُن کا منکر، ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر“۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۶، مکتبۃ المدینہ]

❊ اور اسی میں ہے:

”خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے“۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۳۸۴، مکتبۃ المدینہ]

❊ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے :

”بہت سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریاتِ دین سے ہے ، مثلاً اجنبیہ سے مس و تقبیل ، صغیرہ ”الا اللّمم“ میں داخل ہے، اگر حلال جانے کافر ہے۔[ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۲۷۴، المدینہ لائبریری]

فتاویٰ رضویہ میں ہے :

”ید ہاتھ کو کہتے ہیں ، عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ ، آنکھ ہیں ، ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے ہیں ، وہ قطعًا کافر ہے ۔اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریاتِ دین سے ہے“۔[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۹، ص۶۶، مکتبۃ المدینہ]

المعتقد المنتقد میں ہے :

”فماكان ثبوته ضرورة عن نقل اشتهر وتواتر فاستوىٰ معرفة الخاص والعام استويا فيه ، كالإيمان برسالته ﷺ وبماجاء به من وجود الله أي وجوب وجود ذاته المقدسة سبحانه ، وانفرادِه باستحقاق العبودية على العٰلمين؛ إذ هو مالكهم لأنه الذي أوجدهم من العدم،وهذا الانفراد هو معنىٰ نفي الشريك في استحقاق العبودية ، وهو معنىٰ التفرد بالألوهية، وما يلزمه من الانفراد بالقدم ، و ما يُعلم منه الانفرادُ بالقدم من انفراده تعالىٰ بالخلق أي إيجاداتِ الممكنات ؛ لأنه الدليل علىٰ وجوب وجوده وانفرادِه بالقدم ، وما يلزم الانفراد بالخلق من كونه حيا عليما قديرا مريدا، وما جاء به من أن القرآن كلام الله ، وما يتضمنه القرآن من الإيمان بأنه تعالىٰ متكلم سميع عليم مرسلُ رُسلٍ قصّهم علينا ، و رسلٍ لم يقصصهم، منزل الكتب،وله عباد مكرمون، وهم الملائكة، وأنه فرض الصوم والصلوٰة والحج والزكوٰة، وأنه يحيي الموتىٰ ، وأن الساعة آتية لاريب فيه، وأنه حرم الربا والخمر والقمار ونحو ذٰلك مما جاء مجيء هذا مما تضمنه القرآن،أو تواتر من أمور الدين ، فكل ذٰلك لا يختلف فيه حال الشاهد والغائب“. [المعتقد المنتقد ،ص ۲۱۰، ۲۱۱]

❊ فتاویٰ رضویہ میں ہے :

”روافض میں جو ضروریاتِ دین سے کسی امر کا منکر ہو، مثلا قرآن عظیم کو بیاض عثمانی کہے، اس کے ایک لفظ، ایک حرف، ایک نقطے کی نسبت گمان کرے کہ معاذاللہ صحابۂ کرام یاہم اہل سنت، خواہ کسی شخص نے گھٹادیا، بڑھادیا، بدل دیا، یاحضرت جناب امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کل یا بعض سے افضل بتائے، قطعًا کافر ہے اور اس کا حکم مثل مرتدین کے ہے۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۱۱، ص۲۱۰، مکتبۃ المدینہ]

❊ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب میں ہے:

”یاد رکھنا چاہیے کہ وحی الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جن و ملائکہ، قیامت وبعث، حشر ونشر، حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدر اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافۂ مسلمین و مومنین دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں، مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے، مگر ان کے نئے معنیٰ گڑھے، مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے۔

یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب، اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غم گین ہونا ہیں ۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں ، وہ کافر ہے؛ کیوں کہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یوں ہی یہ کہنا بھی یقینًا کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا، بلکہ وہ سب انھیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دِلوں پر نازل ہوگئے۔

یوں ہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے، بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی، بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا، اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے، یہ سب کفر قطعی ہے۔

یوں ہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے، بلکہ دنیا

میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی، بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا، اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقینا کفر ہے۔

یوں ہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے، نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، بس انھیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یوں ہی جن وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں ۔[اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب ، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۲، مکتبۃ المدینہ]

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"نصوص قرآنیہ و احادیثِ مشہورہ متواترہ و اجماع امت مرحومہ مبارکہ سے جو کچھ دربارۂ الوہیت ورسالت وماکان ومایکون ثابت، سب حق ہیں اور ہم سب پر ایمان لائے، جنت اور اس کے جاں فزا احوال، دوزخ اور اس کے جاں گزا حالات، قبر کے نعیم وعذاب، منکر نکیر سے سوال وجواب، روزِ قیامت حساب وکتاب ووزنِ اعمال و کوثر وصراط و شفاعتِ عصاۃ اہلِ کبائر،اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات الیٰ غیر ذالک من الواردات سب حق ، جبر وقدر باطل،ولٰکن امر بین امرین ، جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی اس کو موکول بہ خدا کرتے، اور اپنا نصیبہ، اٰمنّا بہ کلٌّ من عندِ ربّنا بناتے ہیں"۔[فتاویٰ رضویہ، سوال نامہ]

❋ تفسیرات احمدیہ میں ہے :

"إن المعراج إلى المسجد الأقصیٰ قطعي ثابت بالكتاب وإلى السماء الدنيا ثابت بالخبر المشهور وإلى مافوقه ثابت بالآحاد، فمنكرالأول كافرالبتة ومنكر الثانى مبتدع ومنكر الثالث فاسق ".[تفسیرات احمدیہ، ص ۳۲۸]

❋ فتاویٰ رضویہ میں "ارشاد الساری" کے حوالہ سے ہے:

"النبي أفضل من الولي وهو أمر مقطوع به والقائل بخلا فه كافر ؛لأنه معلوم من الشرع بالضرورة ". یعنی نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے؛ کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۴۶، مکتبۃ المدینہ]

❋ فتاویٰ رضویہ ہی میں ہے:

"حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیا و مرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہہ کو بھی راہ دے کافر، مرتد، ملعون ہے"۔[فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۱، مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں دوسری جگہ ہے:

"اور ائمہ کرام وعلماے اعلام حجیتِ اجماع کو ضروریاتِ دین سے بتاتے اور مخالفت اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں، مواقف عضد الدین وشرح مواقف علامہ سید شریف مطبوعہ استنبول جلد اول میں ہے :كون الإجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين.

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۲، مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں یہ بھی ہے:

"علماے کرام فرماتے ہیں: قیاس وفقہ کی حجیت بھی ضروریاتِ دین سے ہے، تو اس کا انکار ضرور کفر ہونا لازم ، كشف البزدوي جلد۳، ص۲۸۰:قدثبت بالتواتر أن الصحابة رضي الله تعالیٰ عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع ذلك فيما بينهم من غير رد وانكار"۔[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۳، مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں آگے ہے :

"وقوع نسخ بلا شبہہ قطعیات سے ثابت ،بلکہ باعتبار شرائع سابقہ ضروریاتِ دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۸، مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں دوسرے مقام پر ہے:

"قربانی گاؤ کی حلت اور مجالس اعیاد ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں ،جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ ورسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم والزم۔[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۱۲۳، مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں ہے :

"اسی طرح غصب وکذب و سرقہ کی حرمتیں ضروریاتِ دین سے ہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے، مکروہ تحریمی قریب بحرام اور واجب الاعادہ ہے، کہ نادانستہ پڑھ لی ہو تو پھیرنا واجب ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۴، ص۸۲، مکتبۃ المدینہ]

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"خمر کی حرمت، قطعیہ، بلکہ ضروریاتِ دین سے ہے، اس کے ایک قطرہ کی حرمت کا منکر قطعًا کافر ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۵، ص۳۱، مکتبۃ المدینہ]

* فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"درود خوانی و تلاوت قرآن مجید واطعام طعام وصدقات و مبرات کی خوبیاں ضروریاتِ دین سے ہیں، محتاج بیان نہیں"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۳، ص۱۸۷، مکتبۃ المدینہ]

* فتاویٰ رضویہ میں ہے :

"وراثتِ زوجہ بلاشبہہ ضروریاتِ دین سے ہے جس پر تمام فرقِ اسلام کا اجماع اور ہر خاص وعام کو اس کی اطلاع، تو مطلقًا اس کا انکار یعنی یہ کہنا کہ زوجیت شرع میں ذریعہ وراثت ہی نہیں صریح کلمہ کفر ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۲، ص۱۰۳، مکتبۃ المدینہ]

* فتاویٰ مصطفویہ میں ہے :

"اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنھوں نے جنت ودوزخ کا انکار کیا، فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا، نماز وروزہ کا انکار کیا، اور وہ جنھوں نے اللہ ورسول کی کھلی کھلی توہینیں کیں، اس سبوح، قدوس جل مجدہ کو عیبی جانا، جھوٹ جیسے عیب کو اس سے واقع مانا، چوری، شراب خوری، جہل وظلم جیسے عیب کا اس پاک ذات پر دھبہ لگایا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا، شیطان کے لیے علم غیب نص سے ثابت مانا اور حضور کے لیے ماننے کو شرک بتایا، یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا، یا اپنے منہ شیطان کے لیے علم غیب مان کر مشرک ہوا، اور شرک کو نص سے ثابت جانا، اور وہ جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا کہ "ایسا علم تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے حاصل ہے"۔ معاذاللہ۔

اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی اور قرآن پر بے ربطی کی لم لگائی، حضور کے بعد، بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا، خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھے، اور جو معنی رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے، اسے خیال عوام ٹھہرایا اور اسے صحیح نہ جانا، اور وہ جنھوں نے اپنی نبوت کا ادعاء کیا، اور جو ان جھوٹے مدعیوں کو نبی مانتے، یا مجدد جانتے، یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں، اور وہ جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، یا کسی اور نبی کی توہینیں کی ہیں، یا ان کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری واعظ اور ایک مصلح جانا ہے۔

اور وہ جنھوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا، یا خدا کو ان میں رسا ہوا ٹھہرایا، یا حضرات اہل بیت کرام کو سوائے حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل جانا، جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو غلط کار اور خائن ٹھہرایا، یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور نبی الانبیا کو نبوت کے لائق نہ جانا، جن کا عقیدہ ہے کہ نبوت بھیجی تو اللہ نے مولیٰ علی کو تھی اور جبریل غلطی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دے گئے، اور وہ جنھوں نے اس قرآن کو دخلِ بشری سے محفوظ نہ جانا، بیاض عثمانی ٹھہرایا، یا ناقص بتایا، جنھوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دے کر پچھتاتا ہے وغیرہ وغیرہ کفریات، اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ جو لاالٰہ الااللہ کہتا ہے کیسے گندے، گھنونے، کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان، اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اڑے جنھوں نے کھلے کھلے الفاظ کفریہ بکے اور افعال کفریہ کیے، یوں ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ہر اس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو"۔ [فتاویٰ مصطفویہ، ص۲۵۹، ۲۶۰، احکام مسجد]

ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت وجماعت کے مصادیق :

• خلفاے اربعہ علیہم الرضوان کی خلافت کا حق جاننا • ختنین (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کرنا • اجماع امت کی حجیت کو تسلیم کرنا • عذاب قبر حق ہے • سوال منکر ونکیر حق ہے • وزن اعمال حق ہے • معراج جسمانی کا حق جاننا • شیخین (حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو باقی صحابۂ کرام سے افضل سمجھنا • موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا • قرآن کو کلام الٰہی غیر مخلوق جاننا • تمام صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کا ادب کرنا • ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا • اہل کبائر کے لیے حضور ﷺ کی شفاعت کو ثابت ماننا • کرامات اولیا کا حق ہونا • گناہ کبیرہ کے سبب اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا • تقلید شخصی کے وجوب کا اعتقاد رکھنا • تقدیر کے خیر وشر پر ایمان رکھنا • اصلح للعباد کو اللہ پر واجب نہ جاننا • اہل قبلہ کی نماز جنازہ جائز سمجھنا • اللہ عزوجل کو جہت سے پاک ماننا • آخرت میں اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے شرف یاب ہونا • سلطان اسلام کے خلاف خروج نہ کرنا • ہر مسلمان امام نیک وفاجر کے پیچھے نماز درست جاننا • بندوں کے افعال کو اللہ کی مخلوق ماننا • اللہ تعالیٰ کا جسم و جسمانیات سے مطلقًا پاک ہونا • سواد اعظم کو رحمت اور اس میں اختلاف کو عذاب جاننا • حیات انبیا (ایک پل کے لیے موت طاری ہونے کے بعد ان کا باحیات ہونا)۔

• اس پر ایمان رکھنا کہ اولیاے کرام کو انبیا ورسل کی وساطت سے کچھ

علوم غیب حاصل ہوتے ہیں • اور یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیوب خمسہ میں سے بعض جزئیات کا علم بخشا ہے • امام عالی مقام کا معرکہ کربلا میں بے قصور اور شہید ہونا • یزید کا فاسق وفاجر ہونا • اشعری یا ماتریدی ہونا

درج ذیل امور کا بھی ضروریات مذہب اہل سنت میں شمار کیے گئے ہیں، لیکن کوئی دلیل نقل نہیں کی گئی ہے:

• حوض سے وضو وغسل کرنے کا جواز • توسل وشفاعت کا ثبوت • کرامات اولیا کا حق ہونا۔

• قبر پر اذان دینا • کوئی آفت ارضی یا سماوی ہو تو اذان کہنا • قبر پر تلاوت قرآن عظیم اور درود وسلام پڑھنا • مروجہ فاتحہ وایصال ثواب کی محفلیں کرنا • مردہ کے لیے تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، سالانہ فاتحہ کرنا • میلاد شریف کی محافل منعقد کرنا • اولیاے کرام کی ولایت کو ماننا • سرکار غوث اعظم کو کل اولیا کا سردار ماننا۔

• ندائے یا رسول اللہ جائز سمجھنا • میلاد، سلام، قیام تعظیمی کو مستحب جاننا • نام پاک سن کر درود شریف پڑھنا اور انگوٹھوں کو چومنا • مزارات اولیا کی حاضری کو باعث حصول سعادت وبرکات سمجھنا • مومنین کی قبروں کی زیارت کو جائز ودرست ماننا • مزارات اولیا پر چادر اور گل پوشی کو برا نہ جاننا • جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد سے باہر کہے جانے کو مستحب کہنا • اذان سے پیش تر درود پڑھنے کو ناجائز وحرام نہ جاننا • تثویب کو بہتر وجائز جاننا • اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا • ایک وقت میں ایک بار میں تین طلاق کو تین ہی ماننا • بیس رکعت تراویح کو مسنون سمجھنا • نماز میں آمین بالجہر نہ کرنا • علما ومشائخ اہل سنت سے عموما اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے خصوصا محبت وعقیدت کا اظہار کرنا۔

باقی امور کے دلائل یہ ہیں:

❊ البحرائق میں ہے:

وفي خَبَرِ عبد اللهِ بن عُمَرَ عن النبي أَنَّهُ قال: من كان على السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اسْتَجابَ اللهُ دُعَاءَهُ وَكَتَبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عَشرَ حَسَنَاتٍ وَرَفَعَ له عَشْرَ دَرَجَاتٍ.فَقِيلَ لَهُ: يا رَسُولَ اللهِ! مَتَى يَعْلَمُ الرَّجُلُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فَقَالَ: إذَا وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَشَرَةَ أَشْيَاءَ فَهُوَ عَلَى السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ:(١)أَنْ يُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَةِ.(٢)وَلَا يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ بِسُوءٍ وَيَنْقُصَهُ.(٣) وَلَا يَخْرُجَ عَلَى السُّلْطَانِ بِالسَّيْفِ.(٤) وَلَا يَشُكَّ فِي إيمَانِهِ.(٥) وَيُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللهِ تَعَالَى.(٦) وَلَا يُجَادِلَ فِي دِينِ اللهِ تَعَالَى.(٧) وَلَا يُكَفِّرَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ بِذَنْبٍ.(٨) وَلَا يَدَعَ الصَّلَاةَ عَلَى مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.(٩) وَيَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ جَائِزًا فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ.(١٠) وَيُصَلِّيَ خَلْفَ كُلِّ إمَامٍ بَرٍّ أَو فَاجِرٍ.

وفي الْحَاوِي: مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مَنْ فِيهِ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ:

الْأَوَّلُ: أَنْ لَا يَقُولَ شيئا في اللهِ تَعَالَى لَا يَلِيقُ بِصِفَاتِهِ.

وَالثَّانِي: يُقِرُّ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ.

والثالث: يَرَى الْجُمُعَةَ وَالْعِيدَيْنِ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ.

وَالرَّابِعُ: يَرَى الْقَدَرَ خَيْرَهُ وَشَرَّهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى.

وَالْخَامِسُ: يَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ جَائِزًا.

وَالسَّادِسُ: لَا يَخْرُجُ عَلَى الْأَمِيرِ بِالسَّيْفِ.

وَالسَّابِعُ: يُفَضِّلُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا على سَائِرِ الصَّحَابَةِ .

وَالثَّامِنُ: لَا يُكَفِّرُ أَحَدًا من أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ.

وَالتَّاسِعُ: يُصَلِّي عَلَى مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.

وَالعَاشِرُ: يَرَى الْجَمَاعَةَ رَحْمَةً وَالْفُرْقَةَ عَذَابًا.

[البحرائق ،ج٨،ص ٢٠٨، دارالمعرفة ، بيروت]

❊ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

” • اولیاے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں، مگر بوساطت رسل علیہم الصلاۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاے کرام رضی اللہ عنہم کا علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے، گمراہ ومبتدع ہیں۔ • اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصًا سید المحبوبین ﷺ کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا، جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا، ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۹، ص۶۶، مکتبۃ المدینۃ]

❋ شرح عقائد میں ہے:

والمعراج لرسول الله ﷺ في اليقظة بشخصه إلى السماء ثم إلى ماشاء الله تعالىٰ من العلىٰ حق أي ثابت بالخبر المشهور حتى أن منكره يكون مبتدعا .

[شرح العقائد ص ۹۱]

❋ اسی میں ہے :

وبالجملة من لا يرى المسح على الخفين فهو من أهل البدعة ، حتى سئل أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه عن أهل السنة والجماعة فقال : أن تحب الشيخين ولا تطعن في الختنين وتمسح على الخفين . [شرح العقائد النسفيه]

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے :

"جو کہے کہ اس کے ید وعین بھی ہیں تو جسم ہی، مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں ،وہ گمراہ ،بددین ؛کہ اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریاتِ عقائدِ اہل سنت و جماعت سے ہے"۔[فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۹،ص۶۶،مکتبۃ المدینہ]

❋ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے :

"اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے صرف آنی ہے ، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ، یقینیہ، ضروریات مذہب اہل سنّت سے ہے ،اس کا مُنکِر نہ ہو گا مگر بدمذہب گمراہ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول مُمتنع کیونکر ہو گیا"۔

[ملفوظات اعلیٰ حضرت،۵۰۵،۵۰۴،المدینہ لائبریری]

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے :

"مگر اس (یزید پلید علیه مایستحقه من العزیز المجید) کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر الزام رکھنا ضروریاتِ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بدمذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سیدعالم ﷺ کا شمّہ ہو"۔[فتاویٰ رضویہ،ج۱۴،ص۱۲۵،مکتبۃ المدینہ]

❋ الروضة البهية میں ہے :

اعلم أن مدار جميع عقائد أهل السنة والجماعة على كلام قطبين، أحدهما الإمام أبو الحسن الأشعري والثاني الإمام أبو منصور الماتريدي فكل من اتبع واحدا منهما اهتدىٰ وسلم من الزيغ والفساد في عقيدته.

[الروضة البهيةفيما بين الأشاعرة والماتريدية]

تیسرا سوال اور اس کے جوابات

تیسرا سوال ہے: ان دونوں (ضروریاتِ دین اور ضروریات مذہبِ اہل سنت وجماعت) کا الگ الگ حکم کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے تمام مندوبین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ضروریاتِ دین کا منکر، یا ان میں ادنیٰ شک کرنے والا کافر ہے اور ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کا منکر کافر نہیں ،بلکہ گمراہ بدمذہب اور بددین ہے۔

اب الگ الگ دونوں کے احکام اور ان کے دلائل ملاحظہ فرمائیں :

ضروریاتِ دین کے احکام:

ضروریاتِ دین کا منکر، یا ان میں ادنیٰ شک کرنے والا، یا باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

❋ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک ضروریاتِ دین، اُن کا منکر، بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے، ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم،ج۲۹،ص۶۶،مکتبۃ المدینہ]

❋ اسی میں دوسری جگہ ہے : "ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے، یوں ہی ان میں شک وشبہہ اور احتمالِ خلاف ماننا بھی کفر ہے، یوں ہی ان کے منکر، یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا، اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے"۔[فتاویٰ رضویہ مترجم،ج۱۴،ص۶۱،مکتبۃ المدینہ]

❋ ردالمحتار میں ہے:

لَا خِلَافَ فِي كُفْرِ الْمُخَالِفِ فِي ضَرُورِيَّاتِ الْإِسْلَامِ مِنْ حُدُوثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْأَجْسَادِ وَنَفْيِ الْعِلْمِ بِالْجُزْئِيَّاتِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ الْمُوَاظِبِ طُولَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ .[ردالمحتار ،ج٤،ص ٣٧٧]

❋ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے :

"فالقسم الأول من أنكره من العوام والخواص فقد كفر؛لأنه كالمكذب للنبي ﷺ في خبره ".

[الفتاوىٰ الحديثية ، ص ١٤٤، دارالفكر،بيروت]

❋ شرح جمع الجوامع میں ہے :

(جَاحِدُ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ الْمَعْلُومِ مِنْ الدِّينِ بِالضَّرُورَةِ) وَهُوَ مَا يَعْرِفُه مِنْهُ الْخَوَاصُّ وَالْعَوَامُّ مِنْ غَيْرِ قَبُولٍ لِلتَّشْكِيكِ فَأَلحق بِالضَّرُورِيَّاتِ كَوُجُوبِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَحُرْمَةِ الزِّنَا وَالْخَمْرِ (كَافِرٌ قَطْعًا)؛لِأَنَّ جَحْدَهُ يَسْتَلْزِمُ تَكْذِيبَ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ.[شرح جمع الجوامع ،ج۲،ص ۱۷۲]

※ المعتمد المستند میں ہے :

"الإكفار لايجوز إلا إذا تحقق لنا قطعا أنه مكذِّب أو مستخف ، ولا قطع إلا في الضرور يات ؛ لأن في غيرها له أن يقول : لم يثبت عندي ".[المعتمد المستند ص ۱۲]

※ المعتقد المنتقد میں ہے :

"ماكان من أصول الدين وضرور ياته يكفر المخالف فيه".[المعتقد المنتقد ، ص۲۱۲]

※ فتاویٰ رضویہ میں ہے :

"وليس إكفار جاحد الفرض لازما له وإنما هو حكم الفرض القطعي المعلوم من الدين بالضرورة ".

[فتاویٰ رضویہ اول ،ص۱۸۵]

※ ایثار الحق علی الخلق میں ہے :

"إجماع الأمة على تكفير من خالف الدين المعلوم بالضرورة ".[ص۱۱۲، دارالکتب العلمیۃ ، بیروت]

ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت کے احکام:

ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کا منکر کافر نہیں، بلکہ گمراہ ، بدمذہب اور بددین کہلاتا ہے۔

※ قواطع الادلہ فی الاصول میں ہے :

"والضرب الثاني: ما يضل مخالفه إذا تعمد ولا يصير كافرا وهذا إجماع الأمة الخاصة وذلك مما ينفرد بمعرفته العلماء كتحريم المرأة على عمتها وخالتها، وإفساد الحج بالوطء قبل الوقوف بعرفة ، وتوريث الجدة السدس ، وحجب بني الأم مع الجد،ومنع توريث القاتل ، ومنع وصية الوارث، فإذا اعتقد المعتقد في شيء من هذا خلاف ما عليه إجماع العلماء لم يكفر لكن يحكم بضلالته وخطائه.[قواطع الأدله في الأصول ،ص۴۷۲]

※ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"دوم ضروریاتِ عقائدِ اہلِ سنت، ان کا منکر بدمذہب ،گمراہ ہوتا ہے"۔[فتاویٰ رضویہ،ج۲۹،ص۶۶،مکتبۃ المدینہ]

※ اسی میں دوسری جگہ ہے:

"ان (ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت)کا منکر کافر نہیں ،بلکہ گمراہ،بدمذہب،بددین کہلاتا ہے"۔[فتاویٰ رضویہ،ج۲۹،ص۶۲]

※ فتاویٰ حامدیہ میں ہے :

دوم ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت ،جن کا منکر گمراہ ، بدمذہب۔ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے،اگرچہ بہ احتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔[فتاویٰ حامدیہ،ص۱۳۴،جامعہ نوریہ رضویہ،بریلی شریف]

※ نزہۃ القاری میں ہے :

"وہ باتیں جن کا دین سے ہونا سب کو معلوم ہے ،مگر ان کا ثبوت قطعی نہیں ، ان کا منکر کافر نہیں ۔اگر یہ باتیں ضروریات مذہبِ اہل سنت سے ہوں تو گمراہ،اور اگر اس سے بھی نہ ہوں تو خاطی۔

[نزہۃ القاری شرح بخاری،ج۱،ص۲۳۹،کتاب الایمان]

※ فتاویٰ شارح بخاری میں ہے :

"بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا،مگر گمراہ ،بد دین ، بدعتی ہوجاتا ہے ، ان باتوں کو ضروریات مذہب اہل سنت کہتے ہیں"۔[فتاویٰ شارح بخاری،ج۲،ص۱۴۳]

یہ ہے اس موضوع سے متعلق مقالات وآرا کا خلاصہ۔اب اس کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں۔

تنقیح طلب امور

1. ضروریاتِ دین کی واضح اور جامع تعریف کیا ہے؟
2. ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت وجماعت کی واضح اور جامع تعریف کیا ہے؟
3. اجماع امت کی حجیت تسلیم کرنا ۔عذاب قبر۔سوال منکر ونکیر۔وزن اعمال۔اہل کبائر کے لیے حضور ﷺ کی شفاعت ۔ اللہ عز وجل کو جہت سے پاک ماننا۔ان کا شمار ضروریات دین سے ہے یا ضروریات مذہب اہل سنت سے ؟
4. ص ٦ پر ضروریات دین اور ص ۱۲ پر ضروریات مذہب اہل سنت کے تحت جو امور بلا دلیل درج کیے گئے ہیں،ان کا تعلق کس قسم کی ضروریات سے ہے؟اور ان کے دلائل کیا ہیں؟

☆☆☆☆

مجلسِ شرعی کے فیصلے

(جو بائیسویں فقہی سیمینار میں مذاکرات کے بعد نوٹ کیے گئے)

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰن الرَّحیم.
حامدًا و مصلّیًا و مسلّمًا.

بائیسویں فقہی سیمینار میں پانچ موضوعات پر مذاکرے ہوئے جن میں ایک کے سوا چار موضوعات کے فیصلے باتفاق رائے ہو گئے۔ البتہ ایک فیصلہ نظر ثانی کے لیے محفوظ ہے اور تین فیصلے شائع کیے جا رہے ہیں۔

چوتھا موضوع نو پید مسائل سے نہیں مگر ارباب دانش اور عوام کے ایک بڑے طبقے کو اس سے روشناس کرانے کے لیے اس کے بکھرے ہوئے مسائل کو یک جا کرنے کی ضرورت تھی اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ کام بھی مجلس شرعی کے زیر اہتمام ہو جائے۔

فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع سرمایے کی زکاۃ

نشست دوم: ۱۵؍ صفر ۱۴۳۶ھ/ ۹؍ دسمبر ۲۰۱۴ء — سہ شنبہ

فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم عام طور پر نقد ہاتھ میں نہیں آتی بلکہ اس کا چیک ہی دوسروں کو دیا جاتا ہے تو اس رقم کا حیلۂ شرعیہ کیسے ہو، کیا چیک کا حیلہ ہو سکتا ہے یا کوئی اور آسان صورت ہے جسے اختیار کر کے بھیجنے والوں کی طرف سے زکاۃ ادا کر دی جائے؟

فارن کرنسی اکاؤنٹ: اس اکاؤنٹ کی مختصراً تفصیل یہ ہے:

اس کا مکمل حساب و کتاب چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ (CHARTEREDACCOUNTANT) سے بنوا کر اس کے دستخط اور مہر کے بعد دہلی وزارتِ داخلہ (HOME MINISTERY) میں بھیجا جاتا ہے، فارن کے لوگ مدرسہ کے اسی اکاؤنٹ میں رقوم بھیجتے ہیں اور حساب کو شفاف رکھنے کے لیے حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس رقم سے جو کچھ بھی خریداری کرنی ہو وہ بذریعۂ چیک کی جائے یعنی اکاؤنٹ سے روپے نکالے بغیر اس کا چیک بائع کو دے دیا جائے۔ ہاں اگر کسی کو وظیفہ یا نقد اجرت دینی ہو تو کیش نکال کر دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے لیے پہلے ان سے درخواست لیں گے پھر کمیٹی منظور کرے گی۔

یہ ممکن نہیں کہ رقم نکال کر حیلۂ شرعیہ کر کے فارن اکاؤنٹ میں جمع کر دیں کیوں کہ وہاں سے صرف رقم نکالی جا سکتی ہے، اس میں جمع نہیں کی جا سکتی **لہٰذا:**

سوال یہ ہے کہ فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم زکاۃ و صدقۂ فطر کی ہو تو اس کا حیلۂ شرعیہ کیسے ہو گا جب کہ اکاؤنٹ کے چیک سے دام ادا کیا جائے اور یہ حساب کو شفاف رکھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے؟

فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع سرمایے کی زکاۃ سے متعلق مقالات اکیسویں فقہی سیمینار میں آ چکے تھے اور ان کی تلخیص بھی سنا دی گئی تھی۔ کچھ فیصلہ بھی ہو گیا تھا، مزید غور و خوض آئندہ کے لیے ملتوی رکھا گیا تھا۔ اس لیے ۹؍ دسمبر کی دوسری نشست میں اس پر پھر بحث شروع ہوئی۔ اور سابقہ سیمینار میں جو باتیں طے ہو چکی تھیں، ان میں کوئی تبدیلی سامنے نہ آئی۔ زکاۃ کی ادائگی سے متعلق جو طریقے آسان اور مناسب قرار پائے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جتنی رقم آئی ہے اتنی رقم ادارہ کسی مستحق کو دے کر مالک بنا دے، پھر وہ مستحق ادارے کو دے دے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ادارہ ایک فنڈ اس حیلۂ شرعی کے لیے خاص رکھے۔

(۲) جہاں یہ نہ ہو سکے تو دوسری صورت یہ ہے کہ اُس رقم سے

چیک کے ذریعہ جو مال خرید اجائے اُس پر پہلے تملیک فقیر ہو، پھر فقیر کی جانب سے ادارے کے لیے ہبہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

فقہی فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت

عقائد میں کچھ اصول ہوتے ہیں کچھ فروع، دونوں کا درجہ الگ الگ ہے، اسی طرح کچھ ضروریات ہوتے ہیں اور کچھ وہ جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہوں، مگر ضروری کی حد تک نہ پہنچے ہوں۔ کچھ وہ جو ظنیات مشہورہ یا آحاد سے ثابت ہوں۔ ہر ایک کا درجہ اور اس کے منکر کا حکم (تکفیر، تضلیل، تفسیق، عدم تفسیق و تضلیل) جداگانہ ہے۔

اسی طرح احکام فقہیہ اجتہادیہ میں کچھ وہ ہوتے ہیں جن پر ائمۂ مذاہب کا اجماع ہو، اگرچہ عہد صحابہ میں اختلاف رہا ہو، کچھ وہ ہوتے ہیں جن میں ائمہ کا اختلاف ہوتا ہے، کچھ وہ جن میں امام مذہب کا ایک قول ہوتا ہے اور ان کے اصحاب کا اختلاف ہوتا ہے، کچھ وہ جن میں خود امام مذہب کے کئی قول ہوتے ہیں، کچھ وہ جن میں امام اور اصحاب کا قول نہیں ملتا اور اقوال مشایخ مختلف ہوتے ہیں، ایک دوسرا فرق مسائل ظاہر الروایہ و مسائل نوادر کا ہوتا ہے۔

اسی طرح اسباب اختلاف میں بھی فرق ہوتا ہے مثلاً:

(۱) اختلاف بوجہِ قوتِ دلیل۔

(۲) اختلاف بوجہِ عصر و زمان وغیرہ اسباب ستہ۔

ان سب کے باوجود اگر فقہاے مرجحین نے کسی ایک حکم کو اپنی نظرِ ثاقب سے طے کر دیا ہے تو ہم پر اسی کی پیروی واجب ہے أمّا نحن فعلینا اتباع ما رجّحوہ وصحّحوہ. بحر وغیرہ.

مگر جب ترجیح و تصحیح مختلف ہو تو مفتی کے لیے حکم الگ ہے اور اسباب ستہ میں سے کسی سبب کے تحت تبدیلِ حکم کا فیصلہ دور مرجحین پر محدود نہیں بلکہ ہر دور میں جاری رہے گا۔

تفصیل شرح عقود رسم المفتی، نشر العَرف فی بناء بعض الاحکام علی العُرف للعلامۃ الشامی، أجلی الاعلام أن الفتویٰ مطلقا علی قول الامام للامام احمد رضا قدس سرہ وغیرہ میں ہے۔

اس تمہید و تفصیل کے بعد جو سوالات پیش ہوئے اور بحث و مذاکرہ کے بعد جو جوابات طے ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:

سوال (۱)– مسائل اجتہادیہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب:– اجتہادی مسائل وہ شرعی احکام ہیں جن کے بارے میں شریعت کی کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔ یعنی جن کے بارے میں کتاب اللہ کی کوئی نص مفسَّر و محکم اور سنتِ متواترہ و مشہورہ اور اجماع نہ ہو۔

- المستصفیٰ في علم الأصول لأبي حامد محمد بن محمد الغزالي میں ہے:

و المجتهَد فيه هو كل حكم شرعي ليس فيه دليل قطعي. (ج۱، ص : ۳۴۵، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولىٰ ، ۱۴۱۳ھ)

یہی تعریف امام فخر الدین رازی کی کتاب "المحصول في علم أصول الفقه" میں بھی ہے۔

(ج:۶، ص:۲۷، الطبعۃ الثانیۃ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء)

- بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی کی کتاب "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" میں ہے:

أجمع الصحابة على أنّ ما لا قاطع فيه محلُّ الاجتهاد. (ج: ۲ ، ص : ۲۷۸ ، دار النفائس ، ریاض)

- عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

(ثم المجتهَد فيه ما لا يكون مخالفا لما ذكرنا) من الكتاب و السنة المشهورة و الإجماع. (العناية على هامش فتح القدير ، ج : ٦، ص: ۳۹۷، كتاب أدب القاضي)

- بدائع الصنائع میں ہے:

قَامَ عليه "دليلٌ قطعيٌ" و هو النصُّ المفَسَّرُ مِن الكتاب الكريم أو الخبر المشهور و المتواتر و الإجماع. اھ. (ج۷، ص ٤، آداب القاضي). و للہ تعالى أعلم.

سوال (۲)– کیا عقائد میں اجماع اور مسائل اجتہادیہ میں اجماع کا درجہ و حکم ایک ہی ہے، یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟

جواب:– اعتقادیات میں اجماع اور اجتہادیات میں اجماع کا درجہ و حکم کئی حیثیتوں سے الگ الگ ہے:

- اعتقادیات میں سکوت، دلیلِ رضا ہوتا ہے اور اجتہادیات میں دلیلِ رضا نہیں ہوتا، مگر یہ کہ خارج سے کوئی قرینہ رضا پر شاہد ہو۔
- اعتقادیات میں اجماع سے اختلاف کفر کلامی بھی ہوتا ہے اور کفر فقہی بھی اور ضلالت بھی، جب کہ اجتہادیات میں اجماع سے اختلاف کفر ہوتا ہی نہیں، نہ کلامی، نہ فقہی۔ ہاں! فسق و ضلالت ہوتا ہے۔

- اعتقادیات میں اجماع کی حجیت قطعی ہوتی ہے جب کہ اجتہادیات میں اجماع کے تحقق کی جو واقعی صورت ہے اس کے پیش نظر اس کی حجیت اختلافی و مُجتہَد فیہ ہے۔
- اعتقادیات میں اجماع قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنی بھی۔ جب کہ اجتہادیات وفروع میں اجماع صرف ظنی ہوتا ہے۔

یہ فروق اعتقادیات اور اجتہادیات کے مختلف گوشوں کے پیش نظر بیان کیے گئے ہیں ورنہ بنیادی طور پر ان کے درمیان صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ اعتقادیات میں اجماع قطعی ہوتا ہے اور اس کی حجیت بھی قطعی ہوتی ہے، ظنی یا اجتہادی نہیں ہوتی۔ اس کے بر خلاف اجتہادیات میں اجماع ظنی ہوتا ہے اور اس کی حجیت بھی ظنی اور کبھی اجتہادی و اختلافی ہوتی ہے۔

اب اس فرق کا ثمرہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے کہ اعتقادیات میں سکوت دلیلِ رضا بنتا ہے اور اجتہادیات میں نہیں، اعتقادیات میں اجماع سے اختلاف کفر ہوتا ہے اور اجتہادیات میں نہیں۔

- اجماع کی خلاف ورزی بہر حال قابلِ نکیر ہے خواہ وہ اجماع مسائل اصلیہ اعتقادیہ میں ہو یا مسائل فرعیہ اجتہادیہ میں ہو۔ البتہ اجماع کے مدارج مختلف ہیں، مثلاً کوئی، آیت اور خبر متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے اور کوئی خبر مشہور کی طرح اور کوئی اخبار آحاد کی طرح ظنی ہوتا ہے۔

اور مدارج کے اختلاف کے لحاظ سے نکیر کے مدارج بھی مختلف ہوں گے۔ مگر غیر اجماعی مسائل میں اگر کوئی فقیہ اپنی کسی دلیل کے باعث اختلاف کرے تو وہ ہر گز قابل نکیر نہیں۔

مسلم الثبوت و فواتح الرحموت میں ہے:

(قال فخر الإسلام: إجماع الصحابة كالمتواتر فيُكَفّر جاحدُه ... و إجماع مَن بعدهم كالمشهور، فيُضَلَّلُ جاحِده إلّا ما فيه خلاف) كالإجماع بعد استقرار الخلاف، فإنه يفيد الظن و (كالمنقول اٰحادًا) ... و الذي يظهر لهٰذا العبد في تقرير كلام هذا الحبر الإمام ... أنّ مقصوده قدس سره: أن الإجماع مطلقًا في القطعية كالاٰية و الخبر المتواتر ، و أصله أن يُّكَفَّر جاحده ؛ لأنه إنكارٌ لحكمٍ مقطوعٍ إلّا أنه لا يكفر لعروض عارض ، و أشار إليه بتَقييده بقولهٖ في "الأصل"، و لذا لم يُكَفَّرِ الخوارج، ثم بَيَّنَ مراتبَ الإجماع:

- **فالأعلى في القطعية** إجماع الصحابة المقطوعُ اتفاقهم بتنصيص الكل بالحكم أو بدلالة توجب أنهم اتفقوا قطعًا و هذا ظاهر.
- **ثم إجماع مَن بعدهم**.

وجه الفرق أن الصحابة كانوا معلومين بأعيانهم فتعلم أقوالهم بالبحث و التفتيش ، فإذا أخبر جماعة عدد التواتر حصل العلم باتفاقهم قطعًا ، و أمّا من بعدهم فتكثّروا و وقع فيهم نوع من الانتشار فوقع شبهة في اتفاقهم، و احتمل أن يكون هناك مجتهد لم يطلع على قوله النّاقلون، لكن لما كان هذا الاحتمال بعيدًا لِعدم وقوع الانتشار كذلك مع كون الناقلين جماعة تكفي للعلم صار بمنزلة الخبر المشهور الذي فيه احتمال بعيد، و صار أدون درجة من إجماع الصحابة.

- **ثم الإجماع الذي وقع بعد تقرر الخلاف السابق** حجيّته ظنية لاحتمال حياة القول السابق بالدليل.
- **و كذا الإجماع المنقول اٰحاداً** للاحتمال في ثبوته.
- **و كذا الإجماع الذي وقع عن سكوت** و لا قرينة تدلّ قطعًا على أن السكوت للرضا لاحتمال عدم الموافقة.

فصارت هذه للاحتمالات الثلاثة حجة ظنية كخبر الواحد الصحيح، و إلى هذا أشار بقوله: "و إذا صار الإجماع مجتهَدًا في السلف" يعني لا يكون على حجيته دليل قاطع لعدم ثبوت الاتفاق فيه قطعًا و هو الإجماع بعد استقرار الخلاف ، و الإجماع الاٰحادي و الإجماع السكوتي مع عدم دلالة الدليل على القاطع على كونه بالرضا فافهم.

(و الكلُّ) من الإجماعات (مقدّم على الرأي) و القياسِ (عند الأكثر) من أهل الأصول؛ لأنه إمّا بمنزلة الخبر المتواتر أو المشهور أو الاٰحاد و الكلُّ مقدّم على الرأي. (مسلم الثبوت و فواتح الرحموت ، ج: ۲ ، ص : ۲۹۵ ، ۲۹۶، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء)

امام ابوزکریا نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی شرح صحیح مسلم میں ہے:

العلماء إنّما ينكرون ما أجمع عليه، أمّا المختلف فيه فلا إنكار فيه؛ لأنّ على أحد المذهبين كلّ مجتهدٍ مصيبٌ. و هذا هو المختار عند كثير من المحققين أو أكثرهم. و على المذهب الآخر المصيب واحد والمخطي غير متعين لنا، والإثم مرفوع عنه.

(المنهاج شرح صحيح مسلم ج : ١، ص : ٥١ ، مطبوعه مجلس بركات مبارك پور، شرح صحيح مسلم ج: ٢، ص: ٢٣، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت ، الطبعة الثانية: ١٣٩٢ھ) و الله تعالى أعلم.

سوال(۳)–ترجیح، تصحیح یا فتویٰ مختلف ہو تو کب دونوں میں سے کسی بھی ایک پر عمل وفتویٰ کا اختیار ہوتا ہے ؟

جواب :– کسی مسئلے میں ترجیح، تصحیح یا فتویٰ مختلف ہو اور اسباب ترجیح میں سے کوئی بھی سبب نہ پایا جائے، یا اسبابِ ترجیح بھی یکساں قوت کے ہوں تو کسی بھی ایک پر مفتی کو عمل وفتویٰ کا اختیار ہوتا ہے۔

در مختار میں ہے:

إذا كان في المسألة قولان مصحَّحان جاز الإفتاءُ و القضاءُ بأحدهما. (در مختار ، ج: ٦، ص : ٥٥٤، كتاب الوقف، دار الكتب العلمية بيروت)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے قیود بیان کرتے ہوئے درج ذیل اسباب ترجیح ذکر فرمائے ہیں:

قوله (و في وقف البحر إلى آخره) و هذا محمول علىٰ :

١- ما إذا لم يكن لفظ التصحيح في أحدهما اٰكد من الاٰخر كما أفاده ح. أي فلا يخير بل يتبع الاٰكد كما سيأتي. أقول: و ينبغي تقييد التخيير أيضًا .

٢- بما إذا لم يكن أحد القولين في المتون لما قدمناه اٰنفا عن البيري ، و لما في قضاء الفوائت من البحر من أنه إذا اختلف التصحيح والفتوى فالعمل بما وافق المتون أولى. اھ .

٣ ـ و كذا لو كان أحدهما في الشروح و الاٰخر في الفتاوى، لما صرّحوا به من أن ما في المتون مقدم على ما في الشروح، و ما في الشروح مقدم على ما في الفتاوى، لكن هذا عند التصريح بتصحيح كل من القولين أو عدم التصريح أصلا، أمّا لو ذكرت مسألة المتون ولم يصرّحوا بتصحيحها بل صرّحوا بتصحيح مقابلها فقد أفاد العلامة قاسم ترجيح الثاني؛ لأنه تصحيح صريح، و ما في المتون تصحيح التزامي، و التصحيح الصريح مقدّم على التصحيح الالتزامي أي التزامِ المتون ذكرَ ما هو الصحيح في المذهب.

٤ ـ و كذا لا تخيير لو كان أحدهما قول الإمام والاٰخر قول غيره؛ لأنه لمّا تعارض التصحيحان تساقطا، فرجعنا إلى الأصل و هو تقديم قول الإمام، بل في شهادات الفتاوى الخيرية: المقرَّر عندنا أنّه لا يفتى و يعمل إلا بقول الإمام الأعظم و لا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلّا لضرورة كمسألة المزارعة و إن صرّح المشايخ بأن الفتوى على قولهما؛ لأنه صاحب المذهب و الإمام المقدّم. اھ.

و مثله في البحر عند الكلام علىٰ أوقات الصلاة ، و فيه من كتاب القضاء: يحلّ الإفتاء بقول الإمام، بل يجب و إن لم يعلم من أين قال. اھ.

٥ ـ و كذا لو علّلوا أحدَهما دون الاٰخر كان التعليل ترجيحًا لِلمُعَلَّلِ، كما أفاده الرملي في فتاواه من كتاب الغصب.

٦ ـ و كذا لو كان أحدهما استحسانًا و الاٰخر قياسًا ؛ لأن الأصل تقديم الاستحسان، إلّا في ما استثني كما قدّمناه ، فيرجع إليه عند التعارض.

٧ ـ و كذا لو كان أحدهما ظاهر الرواية، و به صرّح في كتاب الرضاع من البحر حيث قال: الفتوى إذا اختلف كان الترجيح لظاهر الرواية. و فيه من باب المصرف: إذا اختلف التصحيح وجب الفحص عن ظاهر الرواية و الرجوع إليها.

٨ ـ و كذا لو كان أحدهما أنفع للوقف، لما سيأتي في الوقف و الإجارات أنه يُفتىٰ بكل ما هو أنفع للوقوف فيما اختلف العلماء فيه.

٩ ـ و كذا لو كان أحدهما قول الأكثرين، لما قدّمناه عن الحاوي.

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکم مذکور کے اِن نو شرائط و قیود پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

و الحاصل أنه إذا كان لأحد القولين مرجّح على الاٰخر ثم صحّح المشايخ كلًّا من القولين ينبغي أن يكون المأخوذ به ما كان له مرجّح؛ لأن ذلك لم يزل بعد التصحيح فيبقى فيه زيادة قوة لم توجد في الاٰخر، و هٰذا ما ظهر لي من فيض الفتاح العليم. (رد المحتار، ج: ١، ص: ١٧٢، دار الكتب العلمية، بيروت)

یوں ہی اگر دو قولوں میں سے ایک اوسع اور دوسرا احوط ہو تو بھی مفتی کو حسب تقاضائے مصلحت دونوں میں سے کسی ایک قول کے اختیار کا حق ہوتا ہے۔

فتاوی رضویہ کے درج ذیل فتاویٰ سے اس پر روشنی پڑتی ہے:

(الف) "خطائی الاعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا فتوی تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔ في الدر المختار: وزلة القاري لو في إعراب لا تُفسد و إن غير المعنى ، به يفتى ، بزازية."

رد المحتار میں ہے:

"لاتفسد في الكل، وبه يفتى، بزازية وخلاصة."

مگر علمائے متقدمین و خود ائمۂ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم در صورتِ فسادِ معنی، فسادِ نماز مانتے ہیں اور یہی من حیث الدلیل اقویٰ اور اسی پر عمل احوط واحریٰ۔

"في شرح منية الكبير: هوالذي صحّحه المحققون وفرّعوا عليه، فاعمل بما تختار، و الاحتياط أولى ، سيّما في أمر الصلاة التي هي أول ما يحاسب العبد عليها."
(فتاوی رضويه ، ج : ٣، ص : ٩٢، ٩٣، باب القراءة ، سنی دار الاشاعت، مبارك پور)

(ب) "جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (الاعراف:۲۰۴)

علما کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموشی فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے کہ ان میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مرتکب حرام و گنہ گار ہوگا، یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہو کر خاموش بیٹھا سن رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط، ثانی اوسع اور اول احوط ہے۔" (فتاوی رضویہ ج۹، ص۱۶۷، رضا اکیڈمی، وج:۱۰، نصف اول، مکتبۂ رضا، بیسلپور) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال(۴)–مسائل اجتہادیہ میں اختلاف کا حق کسی نوعِ مجتہد کے ساتھ خاص ہے یا کسی خاص باب، یا خاص مسئلے یا خاص صورت میں دوسرے کو بھی یہ حق ملتا ہے؟

جواب:– اجتہادی مسائل میں اختلاف تو نوع مجتہد کے ساتھ خاص ہے مگر فروعی و تحقیقی مسائل میں اختلاف نوع مجتہد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ اختلاف عموماً فقہائے مقلدین کے درمیان ہی پایا جاتا ہے اور اس کے شواہد بے شمار ہیں:

(الف) اصحاب تخریج و ترجیح کی تخریجات و ترجیحات میں اختلاف کا تعلق نوع مقلد سے ہی ہے۔

(ب) اصحاب تمیز نے اپنی کتابوں میں جن مسائل کا انتخاب فرمایا ہے اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ بھی اسی باب سے ہے۔

(ج) عصر حاضر کے فقہائے محققین کے درمیان دلائل شرعیہ کی بنیاد پر جو اختلافات واقع ہوئے وہ بھی غیر مجتہد فقہا کے ہی اختلافات ہیں، پھر فقہی فروعی اختلافات کا یہ سلسلہ دور اجتہاد کے بعد سے مسلسل چلا آ رہا ہے جس پر کبھی امت کے افراد نے نکیر نہیں کیا، نہ کسی پر طعن و تشنیع کی۔ تو ان کا یہ اتفاق اور تعاملِ عام اس کی اجازت و مشروعیت کی واضح دلیل ہے۔

(د) فتاوی رضویہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو تَطَفُّلَات ذکر فرمائے ہیں وہ بھی باب اختلافات سے ہی ہیں اور ان میں کثیر مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق فقہائے غیر مجتہدین سے ہے جیسے علامہ ابن عابدین شامی، علامہ طحطاوی، بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی اور اس پایے کے دوسرے علما و فقہا رَحِمَهُمُ اللہ تَعَالٰی۔

سوال(۵)–علما کے باہمی اختلاف کا رحمت ہونا اور خاطی کا مستحقِ اجر ہونا صرف مجتہدین کے ساتھ خاص ہے یا غیر مجتہد علما کے باہمی اختلافات بھی رحمت ہیں اور خاطی مستحقِ اجر و ثواب ہے یا معاملہ بر عکس ہے؟

جواب: دورِ اجتہاد کے بعد فقہائے محققین میں جو اختلافات رونما ہوئے وہ بھی امت کے لیے باعثِ رحمت ہیں اور خاطی مستحقِ اجر

ہے۔ دلائل یہ ہیں:

(الف) طلبِ علم کے کئی درجات ہیں اور تحقیق کے ذریعہ طلبِ حکمِ شرعی اس کا سب سے اونچا درجہ ہے اس لیے وہ نہ صرف مستحقِ اجر ہوگا بلکہ مستحقِ اجرِ عظیم ہونا چاہیے کہ کام جس قدر اہم اور مشقت طلب ہوتا ہے اس کا اجر بھی اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔

مطلقاً طلبِ علم پر حدیثِ نبوی میں اجر و ثواب کا وعدہ ہے اور طلبِ حکمِ شرعی پر دوگنے اجر و ثواب کی بشارت، چناں چہ حدیثِ نبوی شاہد ہے:

عن واثلة بن الأسقع، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: من طلب العلم فأدركهٗ كان له كفلان من الأجر، فإن لم يدركه كان له كفل من الأجر. رواه الدارمي.

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو طلبِ علم میں رہے اور اسے اچھی طرح حاصل بھی کرلے، اس کے لیے اجر کے دو حصے ہیں اور اگر علم حاصل نہ کرسکے تو اس کے لیے اجر کا ایک حصہ ہے۔ یہ حدیث دارمی نے روایت کی۔
(مشکوٰۃ، ص:۳۶، کتاب العلم، الفصل الثالث)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

(من طلب العلم فأدركهٗ) أي حصّله وقيل: "أدركه" أبلغُ مِن "حصّله" لأن الإدراك بلوغُ أقصى الشيء (كان له كفلان) نصيبان (من الأجر) أجرِ الطلب و أجرِ الإدراك كالمجتهد المصيب (فإن لم يُدركه كان له كفل من الأجر) كالمخطي، و نظيرُ ذٰلك الخبر الصحيح : "إذا اجتهد المجتهد فأصاب، فلهٗ أجران و إن أخطأ فله أجر واحد.اھ".(مرقاة المفاتيح، ج:١، ص:٤٦٨، كتاب العلم، دار الكتب العلمية، بيروت)

حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی اس تشریح سے عیاں ہوتا ہے کہ یہاں طالب علم سے مراد فقیہ غیر مجتہد ہے اور "ادراك" کے مفہوم "بلوغُ أَقصى الشيء" سے تحقیق کامل کا پتہ چلتا ہے جس کا مطلب ہے "تحقیق میں طاقت بھر کوشش"۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فقیہ محقق تحقیقِ حق پر دونے اجر کا حق دار ہے، جیسے فقیہ مجتہد دونے اجر کا حق دار ہوتا ہے اور اگر فقیہ محقق طاقت بھر کوشش کے باوجود تحقیقِ حق نہ کرسکے تو بھی فقیہ مجتہد کی طرح ایک ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔

(ب) صاحبِ ہدایہ امام برہان الدین رُشدانی مَرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقۂ مجتہدین کے فقہا سے نہیں، عام طور پر آپ کا شمار ائمۂ ترجیح سے کیا گیا ہے، پھر بھی آپ کے قولِ ضعیف و شاذ پر بوقتِ ضرورت عمل کو تقلیدِ مذہبِ غیر سے احسن کہا گیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"وقال العلامة الشامي في «الفوائد المخصصة» : صاحبُ الهداية مِن أجلِّ أصحاب الترجيح فيجوز للمبتلىٰ تقليده؛ لأنّ فيما ذكرناه مشقة عظيمة **فجزاه الله تعالىٰ خير الجزاء** حيث اختار التوسيع والتسهيل الذي بنيت عليه هذه الشريعة الغرّاء السهلة السمحة. اھ" (فتاوىٰ رضويه، ج:١، ص:٦٣، رساله: الطراز المعلم)

اصل مسئلے کی وضاحت اور ضروری تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد اول، ص: ۶۲، ۶۳ میں ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ صاحبِ ہدایہ کے قولِ شاذ پر خاتم الفقہاء علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں دعا فرمارہے ہیں: فجزاه الله تعالىٰ خير الجزاء.

اور مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اسے نقل کرکے باقی رکھا، بلکہ مزید افادات سے بھی نوازا، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ فقیہ غیر مجتہد اپنی تحقیق پر اللہ عزوجل کی بارگاہ سے **خیر جزا** کا حق دار ہے جو بلا شبہہ **اجرِ عظیم** سے عبارت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیہ محقق کون ہے:

فقیہ محقق کا رتبہ "عالم" سے بڑھ کر ہے اور عالم کی تعریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی: "جو عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے بغیر کسی کی مدد کے نکال سکے۔" (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۳۱) اور فقیہ محقق: وہ عالم دین ہے جس کی نظر مذہب کے اصول و فروع اور دلائل و حالاتِ زمانہ پر وسیع و دقیق ہو، ساتھ ہی عرصۂ دراز تک کسی مفتی محقق سے تربیت افتا حاصل کی ہو۔

☆ مذہب کے اصول و فروع اور دلائل کی معلومات کے لیے کتب مذہب کا وسیع مطالعہ

☆ اور دِقّت نظر کے لیے ذہنِ ثاقب و تفقّہ

☆ اور درپیش مسائل پر اصول و فروع کے صحیح

انطباق و تطبیق کے لیے تربیت و تقویٰ ضروری ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیبِ حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔" (فتاوی رضویہ ج:۹، ص:۲۳۱، رضا اکیڈمی، ممبئی، کتاب الحظر والاباحۃ، علم و تعلیم)

(۲) آج کے زمانے میں مفتی مجتہد تو ناپید ہیں۔ ہاں! مفتی ناقل ہیں اور وہ نہیں مگر جسے فقہ کا وافر حصہ ملا ہو۔ حفظِ مذہب، نقلِ مذہب، فہمِ مذہب رکھتا ہو، طبعاً صاحبِ فقاہت ہو، فکرِ سلیم اور ذہنِ ثاقب رکھتا ہو، خلافِ مروت امور اور اسبابِ فسق سے دور و نفور ہو کہ اکثر متاخرین کی رائے میں فاسق مفتی نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے مفتی سے فتویٰ پوچھنا جائز ہے۔ کیوں کہ فتویٰ امورِ دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانت میں نامعتبر۔

شرح المهذب للإمام النووي میں ہے:

"شرط المفتي كونه مكلفا مسلما ، ثقة ، مامونا ، متنزّهاً عن أسباب الفسق و خوارم المروة، فقيهَ النفس، سليمَ الذهن، رصينَ الفكر."

(ج:١، ص:٧٠، دار الفكر، بيروت)

"ينبغي أن يكون المفتي ظاهر الورع، مشهورا بالديانة الظاهرة والصيانة الباهرة." (مصدر سابق)

درِ مختار میں ہے:

"و الفاسق لا يصلح مفتيا؛ لأن الفتوىٰ من أمور الدين والفاسق لايقبل قوله في الديانات."

(ج:٥، ص:٤٩٨، دار الفكر، بيروت)

البحر الرائق میں المجمع و شرح المجمع کے حوالے سے ہے:

"إن أولى ما يستنزل به فيض الرحمة الإلٰهية في تحقق الواقعات الشرعية طاعة الله عز وجل والتمسك بحبل التقوىٰ، قال الله تعالىٰ: **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** ﴿آل عمران: ٢٠٠﴾. **وَيُعَلِّمُكُمُ** اللّٰهُ. ﴿البقرة: ٢٨٢﴾.

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج: ٦، ص : ٢٨٦، كتاب القضاء، دار المعرفة، بيروت)

(۳) جو شخص فتویٰ دینے کا اہل نہیں، اسے فتویٰ دینا ناجائز و گناہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے: من أفتى بغير علم لعنته ملائكة السماوات والأرض. جو بے علم فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

(۱) تاريخ دمشق لابن عساكر ، حرف الميم/ محمد بن إسحاق المعروف بأخى العريف، ج:٥٢، ص: ٢٠، رقم الترجمة: ٦٠٧٧، دار الفكر بيروت، طبع اول: ١٤١٥هـ/١٩٩٥م. (۱) الفقه و المتفقه للخطيب البغدادى، ج: ٢، ص:٣٢٧، مطبوعه دار ابن الجوزي، سعوديه، طبع دوم: ١٤٢١هـ) ، ما جاء من الوعيد لمن أفتى وليس هو من أهل الفتوى)

نیز فرماتے ہیں، ﷺ: أجرأكم على الفتيا أجرأكم على النار. تم میں سے جو شخص فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ دوزخ کی آگ پر زیادہ دلیر ہے۔ (سنن الدارمی، مقدمۃ/باب الفتيا ومافيه من الشدة، ج:۱، ص:۶۹، رقم الحدیث:۱۵۷، دار الکتاب العربي، بیروت، طبع اول:۱۴۰۷ھ۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۶)- فقہا میں جو اختلافات رونما ہوئے کیا ان میں صرف یہ ہوا کہ اَفقہ نے فقیہ سے اختلاف کیا، یا زیادہ تر ایسا ہوا ہے کہ فقیہ نے اپنے مساوی یا اَفقہ سے اختلاف کیا؟

جواب: فقہا میں جو اختلافات رونما ہوئے ان میں زیادہ تر ایسا ہوا ہے کہ فقیہ نے اپنے مساوی یا اَفقہ سے اختلاف کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ خصوصاً امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہما نے کثیر مسائل میں آپ سے اختلاف کیا یہاں تک کہ بہت سے مسائل میں ان ہی کے اقوال پر بعد کے مشائخ نے فتوے دیے اور تقریباً بیس مسائل میں امام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر فتاویٰ جاری ہوئے۔ ہدایہ، فتح القدیر، نہایہ، عنایہ، بحر الرائق، بدائع الصنائع، شرح وقایہ، درِ مختار وغیرہا اسفار میں اس کے بکثرت نمونے موجود ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے رسالہ "الظفر لقول زفر" میں امام زفر کے مفتیٰ بہ اقوال شمار کیے گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۷)- کسی دلیل یا اختلافِ عصر و زمان کی وجہ سے کسی فقیہ کا اپنے دور کے اَفقہ یا مساوی سے اختلاف، یا دورِ ما قبل کے اَفقہ سے اختلاف جائز ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: کسی دلیل یا اختلافِ عصر و زمان کی وجہ سے کسی فقیہ کا اپنے دور کے اَفقہ یا مساوی سے اختلاف یا دورِ ما قبل کے اَفقہ سے اختلاف جائز ہوتا ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دوسرے فقہائے صحابہ کا اختلاف،

اکابر صحابہ سے اصاغر کا اختلاف، صحابہ سے تابعین کا، اور تابعین سے تبع تابعین وغیر ہم کا اختلاف، امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام محمد بن ادریس شافعی، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اختلاف، اساتذہ سے تلامذہ کا اختلاف، افضل سے مفضول کا اختلاف، اہلِ بیتِ اطہار سے دوسرے فقہاے صحابہ کا اختلاف، یہاں تک کہ آج کے فقہا کا اپنے پیش رَو فقہا سے اختلاف، اِس کے روشن دلائل ہیں۔ عمدۃ القاری، فتح الباری، بدایۃ المجتہد، جامع الترمذی، شرح صحیح مسلم، ہدایہ، شروحِ ہدایہ، المجموع شرح المہذب، المغنی، فواتح الرحموت بحث اجماع وغیرہا کتابوں میں جا بجا اس کے شواہد پائے جاتے ہیں۔ اور یہ امر بھی نزاع و اختلاف سے بالا تر ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

ضروریاتِ دین و ضروریاتِ اہلِ سنت

نشست دوم: ۱۵ر صفر ۱۴۳۶ھ/ ۹ر دسمبر ۲۰۱۴ء — سہ شنبہ

علماے اسلام کی کتابوں اور مذاکرات میں ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ اہل سنت کے الفاظ استعمال ہوتے رہتے ہیں مگر ان کا تعارف کیا ہے اور ان کے مسائل و احکام کیا ہیں اس سے بہت سے لوگ ناآشنا ہیں اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ ان تمام امور کو یک جا کر کے اپنے دینی بھائیوں کو آگاہ کر دیا جائے یہ معلومات سوال و جواب کی شکل میں حسب ذیل ہیں:

سوال (۱)–ضروریاتِ دین کی واضح اور جامع تعریف کیا ہے؟

جواب :– ضروریاتِ دین: دین کے وہ احکام و مسائل جو قرآن کریم یا حدیث متواتر یا اجماع سے اس طرح ثابت ہوں کہ ان میں نہ کسی شبہہ کی گنجائش ہو، نہ تاویل کی کوئی راہ۔ اور ان کا دین سے ہونا خواص و عوام سبھی جانتے ہوں جیسے اللہ عزّوجلّ کی وحدانیت، انبیاو مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی نبوت و رسالت اور ان کی شان عظمت کا اعتقاد۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا، وغیرہ۔

- فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

"المعلوم من الدين بالضرورة... **ضابطه** هو أن يكون قطعيا مشهورا بحيث لا يخفىٰ على العامة المخالطين للعلماء بأن يعرفوه بداهة من غير افتقار إلى نظر واستدلال" . [الفتاوى الحديثية لأحمد بن حجر الهيتمي المكي ص ١٤١، دار الفكر، بيروت، ص ٤٧٥، طبعة مصطفى الحلبي الثانية بيروت]

- فتاویٰ شامی میں ہے:

"وصرح أيضا بأن ما كان من **ضروريات الدين** وهو ما يَعرِف الخواصُ والعوام أنه من الدين كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة والصلواتِ الخمس وأخواتِها يكفر منكره، وما لا فلا كفساد الحج بالوطء قبل الوقوف وإعطاءِ السدسِ الجدةَ ونحوِه أي مما لا يَعرِف كونَه من الدين إلا الخواصُ." [رد المحتار ج٢، ص ٥، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر والسنن أو الإجماع، طبعة دار الفكر، بيروت]

- التقرير والتحبير میں ہے:

"ماكان من ضروريات الدين أي دين الإسلام وهو مايعرِفه منه الخواصُ والعوام من غير قبولِ للتشكيك كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة ووجوب الصلوات الخمس وأخواتِها من الزكاة والصيام والحج". ﴿التقرير والتحبيرعلى تحرير الكمال بن الهمام ،ج ٣، ص ١٥١، دار الفكر- بيروت، سنة النشر : ١٤١٧هـ – ١٩٩٦م.﴾

- المعتقد المنتقد میں ہے:

"قيل: الإيمان هو التصديق بالقلب فقط أي قبولُ القلب وإذعانُه لِمَاعُلم بالضرورة أنه من دين محمد ﷺ بحيث يَعلمه الخاصة والعامّة من غير افتقار إلى نظر واستدلال." ﴿المعتقد المنتقد ص١٩٤﴾

- حاشیۂ چلپی علیٰ شرح العقائد میں ہے:

"ما اشتهر كونه من الدين بحيث يعلمه العامّة بلا دليل كوحدة الصانع ووجوب الصلوٰة وحرمة الخمر حتى لو لم يُصَدِّق بوجوب الصلوٰة مثلا عند سؤالها فهو كافر عند الجمهور."

﴿حاشية چلپي على شرح العقائد ، ج٣،ص ١٤٥﴾

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔ اول **ضروریاتِ دین**: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے، جن میں نہ شبہے کی گنجائش، نہ تاویل کو راہ"۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، رسالہ: اعتقاد الاحباب، عقیدۂ تاسعہ]

- بہار شریعت میں ہے:

"**ضروریاتِ دین** وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر ونشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں، حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔

[بہار شریعت، حصہ اول، ص ۱۷۲، ۱۷۳، مکتبۃ المدینہ]

● مسئلہ دائرہ میں خواص و عوام سے کون مراد ہیں؟

خواص سے مراد علمائے کرام ہیں اور عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو علمائے کرام کی صحبت میں رہتے ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں —— نہ وہ کہ کوردہ اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح سے نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہ کرے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں —— اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اجمالاً ایمان و عقیدہ رکھتے ہوں۔ [بہار شریعت حصہ اول، ص ۱۷۲، ۱۷۳]

● فتاوی رضویہ میں ہے:

أقول: المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاط بعلمائه، وإلا فكثير من جَهَلة الأعراب لا سيّما في الهند والشرق لا يعرفون كثيرًا من الضروريات، لا بمعنى أنهم لها منكرون بل هم عنها غافلون. ﴿ج: ۱، ص: ٦، ۷﴾

سوال (۲)۔ ضروریات مذہب اہل سنت کی واضح اور جامع تعریف کیا ہے؟

جواب:۔ ضروریات اہل سنت وجماعت وہ مسائل ہیں جن کا مذہب اہل سنت و جماعت سے ہونا عوام و خواص سب کو معلوم ہو، ساتھ ہی ان کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہہ اور احتمال تاویل ہو —— جیسے عذاب قبر، وزن اعمال، قیامت کے دن رویت باری تعالیٰ کے ثبوت کا اعتقاد۔

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"دوم **ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت**، ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے، مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے"۔ [فتاویٰ رضویہ، اعتقاد الاحباب، عقیدہ تاسعہ، ج ۲۹، ص ۶۲، مکتبۃ المدینہ]

ضروریات دین کے مصادیق [عقائد کے قبیل سے]:

● اللہ جلّ شانہٗ کا ایک ہونا ● ذات وصفات میں شریک سے پاک ہونا ● بے عیب ہونا ● حوادث سے پاک ہونا ● حوادث کی علامات وآثار سے پاک ہونا ● تنہا عبادت کا مستحق ہونا ● جملہ مخلوقات کا خالق ہونا ● بے مثل ہونا ● رحیم ● خبیر ● لم یَلِد ● لم یولَد ● مُعِز ● مُذِل ہونا ● حی ہونا ● قیوم ہونا ● علم والا ہونا ● قدرت والا ہونا ● ارادہ والا ہونا ● قدیم ازلی اور ابدی ہونا ● سمیع ● بصیر ● متکلّم ہونا ● رب العالمین ہونا ● آسمانی کتابیں نازل کرنا ● رسولوں کو بھیجنا ● تمام رسولوں پر ایمان لانا ● فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھنا ● مردوں کو زندہ کرنا ● جزاوسزا کے لیے حشر ونشر ہونا ● مومنوں کے لیے خلود فی الجنۃ[1] ● کافروں کے لیے خلود فی النار[2] ● دنیا کا حادث ہونا ● اللہ تعالیٰ کے علم کا جزئیات وکلیات کو محیط ہونا ● اس پر ایمان رکھنا کہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں ● وہ مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے ● اس میں تغیر نہیں آسکتا ● اسے مقدار عارض نہیں ● وہ شکل سے منزہ ہے ● حد وطرف ونہایت سے پاک ہے ● اس کے لیے مکان اور جگہ نہیں ● اس پر ایمان رکھنا کہ اللہ جلّ شانہٗ کا علم ذاتی ہے ● اس نے حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے ● سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا علم دوسروں سے زائد ہے ● ابلیس کا علم معاذ اللہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے ہرگز وسیع نہیں ● جو علم اللہ جلّ شانہٗ کی صفت خاصہ ہے، وہ ہرگز ابلیس لعین کے لیے نہیں ہو سکتا ● سرکار علیہ الصّلاۃ والسلام کے علم کو بچے، پاگل کے علم سے تشبیہ دینا سرکار کی توہین ہے ● حضور ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں ● وہ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا ● وہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں ● قرآن کریم کو کلام الٰہی جاننا ● قرآن کریم کو کامل ماننا، یعنی جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح محفوظ ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی ہے ● انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو دوسرے تمام انسانوں سے افضل ماننا ● جنت اور اس کی نعمتیں ● دوزخ اور اس کے عذاب ● احکام میں نسخ واقع ہونا ● تعظیم نبی ﷺ ● مسجد حرام سے بیت المقدس تک سفر معراج کا اعتقاد رکھنا ● انبیائے کرام کا صاحب معجزات ہونا ● مسلمان کو

(۱) خلود فی الجنۃ: جنت میں ہمیشہ رہنا۔
(۲) خلود فی النّار: جہنم میں ہمیشہ رہنا۔

مسلمان جاننا● کافر کو کافر جاننا ● اس پر یقین رکھنا کہ جن و ملائکہ ● قیامت و بعث ● حشر و نشر ● حساب و کتاب ● ثواب و عذاب ● اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں ● اللہ جلّ شانہٗ کا انسانوں کے مثل ہاتھ اور آنکھ سے پاک ہونا۔ ● نبی کو ولی سے افضل جاننا● وغیرہ۔ یہ تمام عقائد ضروریات دین سے ہیں۔

ضروریات دین کے مصادیق [اعمال کے قبیل سے]:

● جنابت سے وضو وغسل کا واجب ہونا ● پانی دستیاب نہ ہونے پر تیمم کا واجب ہونا ● پیشاب، پاخانہ جیسی چیزوں سے وضو کا ٹوٹنا ● پنج وقتہ نمازوں کا وجوب۔ ● پنج وقتہ نمازوں کی رکعات ● نماز میں رکوع و سجدہ جیسے ارکان کا واجب ہونا ● حدث کے سبب نماز کا ٹوٹنا ● شرائطِ جمعہ سے نماز جمعہ کا واجب ہونا ● جانور، فصل اور نقود(۳) میں زکات کا وجوب۔ ● روزۂ رمضان کا وجوب۔ ● صاحب استطاعت پر حج و عمرہ کا وجوب۔ ● خرید و فروخت کی حلت ● اقرار پر مواخذہ کی حلت ● شفعہ کی حلت ● اجارہ کی حلت ● وقف کی حلت ● ہدیہ کی حلت ● ہبہ کی حلت ● صدقہ کی حلت ● رشتہ داروں میں وراثت جاری ہونا ● ذوی الفروض کے لیے قرآن پاک کے مقررہ حصے ● نکاح کی حلت ● طلاق کی حلت ● قصاص و دیت کا نفاذ ● قتل مرتد کا حلال ہونا ● شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کی حلت ● غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگانے کی حلت ● چور کے ہاتھ کاٹنے کی حلت ● جہاد کا حلال ہونا ● جزیہ لینے کی حلت ● اللہ کی قسم کھانے کی حلت ● امامت و خلافت ● غلام آزاد کرنے کی حلت ● حالت حیض و نفاس میں قصداً وطی کرنے کی حرمت ● بلاوضو نماز پڑھنے کی حرمت ● رمضان کے روزے کی حالت میں جماع کی حرمت ● ربا کی حرمت ● غصب کی حرمت ● محارم نسبیہ، محارم صہریہ، محارم رضاعیہ سے نکاح کی حرمت ● تین طلاق والی عورت کا شوہر پر حرام ہونا ● ماں، بیٹی سے نکاح کی حرمت ● ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح کی حرمت ● ناحق قتل کی حرمت ● زنا کی حرمت ● لواطت کی حرمت ● چوری کی حرمت ● شراب نوشی کی حرمت ● جوے کی حرمت ● عدم اضطرار کی حالت میں مردار کھانے کی حرمت ● جھوٹی گواہی دینے کی حرمت ● غیبت کی حرمت ● چغلی کی حرمت ● ایذاے مسلم کی حرمت ● مس و تقبیلِ اجنبیہ کا معصیت ہونا● اجماع و قیاس کا حجت ہونا ● گاے کی قربانی کا حلال ہونا ● غیر مسلموں کی مجالسِ اعیاد میں شرکت کا حرام ہونا ● درود خوانی کی خوبیاں ● تلاوت قرآن کریم کی خوبیاں ● کھانا کھلانے کی خوبیاں ● صدقات و خیرات کی خوبیاں ● بیوی کی وراثت کا حکم ● نکاح ثانی کی اباحت ● کذب کی حرمت ● احکام میں نسخ واقع ہونا وغیرہ اعمال ضروریات دین سے ہیں۔

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

● اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے ● سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف، کسی طرح، کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا ● مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے ● اس میں تغیر نہیں آسکتا، ازل میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو، پھر بدل کر اور حالت پر ہوجائے ● وہ جسم نہیں، جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں ● اُسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اُتنا کہہ سکیں، لمبا، چوڑا، یا دَلدار، یا موٹا، یا پتلا، یا بہت، یا تھوڑا، یا گنتی، یا تول میں بڑا، یا چھوٹا، یا بھاری، یا ہلکا نہیں ● وہ شکل سے منزّہ ہے، پھیلا یا سمٹا یا گول یا لمبا، تکونا یا چوکھونٹا یا سیدھا یا ترچھا، یا اور کسی صورت کا نہیں ● حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنی پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو، بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے، نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لیے ● وہ کسی چیز سے بنا نہیں ● اس میں اجزا یا حصے فرض نہیں کرسکتے ● جہت اور طرف سے پاک ہے۔ جس طرح اُسے دہنے بائیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جہت کے معنی پر آگے پیچھے یا اُوپر بھی ہر گز نہیں ● وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو ● کسی مخلوق سے جُدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو ● اُس کے لیے مکان اور جگہ نہیں ● اُٹھنے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم و جسمانیات سے منزّہ ہے۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۱۶، سوفٹ ویر]

● اسی میں دوسری جگہ ہے:

● اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے، اُس کے بے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا ● رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا ● رسول اللہ ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ

(۳) نقود: نقدی جمع، سونا، چاندی، روپے، پیسے۔

اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں ● جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب **محمد** رسول اللہ ﷺ کو شریک کرنا بھی شرک ہو، وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا۔ جو ایسا مانے قطعاً مشرک، کافر، ملعون، بندۂ ابلیس ہے ● زید و عمرو، ہر بچے، پاگل، چوپائے کو علم غیب میں **محمد** رسول اللہ ﷺ کے مماثل کہنا حضور اقدس ﷺ کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور اُن کا منکر، ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر"۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۲، مکتبۃ المدینہ]

- اور اسی میں ہے:

"خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے"۔
[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۳۸۴، مکتبۃ المدینہ]

- ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے:

"بہت سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریاتِ دین سے ہے، مثلاً اجنبیہ سے مس وتقبیل، صغیرہ "اِلَّا اللَّمَمَ" میں داخل ہے، اگر حلال جانے کافر ہے۔
[ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۲۷۴، المدینہ لائبریری]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"یَـد ہاتھ کو کہتے ہیں، عَیْن آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ، آنکھ ہیں، ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے ہیں، وہ قطعاً کافر ہے۔ اللہ عزوجل کا ایسے یَد و عَیْن سے پاک ہونا ضروریاتِ دین سے ہے"۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۲۹، ص۶۲، مکتبۃ المدینہ]

- المعتقد المنتقد میں ہے:

"فماكان ثبوته ضرورة عن نقل اشتهر وتواتر فاستوىٰ معرفة الخاص والعام استويا فيه ، كالإيمان برسالته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وبماجاء به من وجود الله أي وجوب وجود ذاته المقدسة سبحانه ، وانفراده باستحقاق العبودية على العٰلمين؛ إذ هو مالكهم لأنه الذي أوجدهم من العدم،وهذا الانفراد هو معنىٰ نفي الشريك في استحقاق العبودية، وهو معنىٰ التفرد بالألوهية،ومايلزمه من الانفراد بالقدم ،وما يُعلم منه الانفرادُ بالقدم من انفراده تعالىٰ بالخلق أي إيجاداتِ الممكنات ؛لأنه الدليل علىٰ وجوب وجوده ، وانفراده بالقدم ،وما يلزم الانفراد بالخلق من كونه حيا عليما قديرا مريدا، وما جاء به من أن القرآن كلام الله ، وما يتضمنه القرآن من الإيمان بأنه تعالىٰ متكلم سميع عليم مُرسِلُ رُسلٍ قصّهم علينا، ورسلٍ لم يقصصهم،منزل الكتب،وله عباد مكرمون،وهم الملائكة، وأنه فرض الصوم والصلوٰة والحج والزكوٰة،وأنه يحيي الموتىٰ ، وأن الساعة آتية لاريب فيه ،وأنه حرم الربا والخمر والقمار ونحو ذٰلك مما جاء مجيء هذا مما تضمنه القرآن،أو تواتر من أمور الدين ،فكل ذٰلك لا يختلف فيه حال الشاهد والغائب."﴿المعتقد المنتقد ،ص ۲۱۰، ۲۱۱﴾

- اعتقاد الأحباب فی الجميل والمصطفىٰ والآل والأصحا ب میں ہے:

"یاد رکھنا چاہیے کہ وحیِ الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جن وملائکہ، قیامت وبعث، حشر ونشر، حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت ودوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدر اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافۂ مسلمین و مومنین دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں، مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو توحق کہے اور ان لفظوں کا تواقرار کرے، مگر ان کے نئے معنیٰ گڑھے، مثلاً یوں کہے کہ جنت ودوزخ وحشر ونشر و ثواب وعذاب سے ایسے معنیٰ مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے۔

یعنی ثواب کے معنیٰ اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب، اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غم گین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنیٰ ہیں، وہ کافر ہے؛ کیوں کہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یوں ہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا، بلکہ وہ سب انھیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دِلوں پر نازل ہوگئے۔

یوں ہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود

خارجی ہے، بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی، بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا، اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے، یہ سب کفر قطعی ہے۔

یوں ہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے، بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی، بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا، اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یوں ہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے، نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، بس انھیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یوں ہی جن وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔[اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۲، مکتبۃ المدینہ]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"نصوصِ قرآنیہ واحادیثِ مشہورہ متواترہ واجماعِ امت مرحومہ مبارکہ سے جو کچھ دربارہ الوہیت ورسالت وماکان ومایکون ثابت، سب حق ہیں اور ہم سب پر ایمان لائے، جنت اور اس کے جانفزا احوال، دوزخ اور اس کے جاں گزا حالات، قبر کے نعیم وعذاب، منکر نکیر سے سوال وجواب، روزِ قیامت حساب وکتاب ووزن اعمال وکوثر وصراط وشفاعتِ عُصاۃ اہلِ کبائر، اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات الیٰ غیر ذلك من الواردات سب حق۔ جبر وقدر باطل، ولٰکن امر بین اَمرَین، جوبات ہماری عقل میں نہیں آتی اس کو موکول بہ خدا کرتے، اور اپنا نصیبہ، اٰمنّا به کلٌّ من عندِ ربّنا بناتے ہیں"۔ [فتاویٰ رضویہ، سوال نامہ]

- فتاویٰ رضویہ میں "ارشاد الساری" کے حوالہ سے ہے:

"النبي أفضل من الولی وهو أمر مقطوع به والقائل بخلافه كافر؛ لأنه معلوم من الشرع بالضرورة". یعنی نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے؛ کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۴۶، مکتبۃ المدینہ]

- فتاویٰ رضویہ ہی میں ہے:

"حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہہ کو بھی راہ دے کافر، مرتد، ملعون ہے"۔[فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۱، مکتبۃ المدینہ]

- اسی میں دوسری جگہ ہے:

"اور ائمہ کرام وعلمائے اعلام حجیتِ اجماع کو ضروریاتِ دین سے بتاتے اور مخالفت اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں، مواقف عضد الدین وشرح مواقف علامہ سید شریف مطبوعہ استنبول جلد اول میں ہے: کون الإجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۲، مکتبۃ المدینہ]

- اسی میں یہ بھی ہے:

"علمائے کرام فرماتے ہیں قیاس وفقہ کی حجیت بھی ضروریاتِ دین سے ہے، تو اس کا انکار ضرور کفر ہونا لازم، کشف البزدوی جلد ۳، ص۲۸۰: قدثبت بالتواتر أن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع ذلك فيما بينهم من غير رد وإنكار". [فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۳، مکتبۃ المدینہ]

- اسی میں آگے ہے:

"وقوعِ نسخ بلا شبہہ قطعیات سے ثابت، بلکہ باعتبار شرائع سابقہ ضروریاتِ دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج۱۴، ص۵۸، مکتبۃ المدینہ]

- اسی میں ہے:

"اسی طرح غصب وکذب وسرقہ کی حرمتیں ضروریاتِ دین سے ہیں۔ [فتاویٰ رضویہ، ج۲۴، ص۸۲، مکتبۃ المدینہ]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"خمر کی حرمت قطعیہ، بلکہ ضروریاتِ دین سے ہے، اس کے ایک قطرہ کی حرمت کا منکر قطعاً کافر ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۲۵، ص۳۱، مکتبۃ المدینہ]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"درود خوانی وتلاوت قرآن مجید واطعام طعام وصدقات ومبرات کی خوبیاں ضروریاتِ دین سے ہیں، محتاج بیان نہیں"۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۲۳، ص۱۸۷، مکتبۃ المدینہ]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”وراثتِ زوجہ بلاشبہہ ضروریاتِ دین سے ہے جس پر تمام فرقِ اسلام کا اجماع اور ہر خاص وعام کو اس کی اطلاع، تو مطلقاً اس کا انکار یعنی یہ کہنا کہ زوجیت شرع میں ذریعہ وراثت ہی نہیں صریح کلمہ کفر ہے“۔[فتاویٰ رضویہ، ج۱۲، ص۱۰۳، مکتبۃ المدینہ]

ضروریات اہل سنت وجماعت کے مصادیق:

● خلفاے اربعہ علیہم الرضوان کی خلافت کا حق جاننا ● ختنین (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کرنا ● اجماع امت کی حجیت کو تسلیم کرنا ● عذاب قبر حق ہے ● سوال منکر ونکیر حق ہے ● وزن اعمال حق ہے ● معراج جسمانی کا حق جاننا ● شیخین (حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو باقی صحابۂ کرام سے افضل سمجھنا ● موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا ● قرآن کو کلام الٰہی غیر مخلوق جاننا ● تمام صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کا ادب کرنا ● ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا ● اہل کبائر کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو ثابت ماننا ● کرامات اولیا کا حق ہونا ● گناہ کبیرہ کے سبب اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا ● تقلید شخصی کے وجوب کا اعتقاد رکھنا ● تقدیر کے خیر وشر پر ایمان رکھنا ● اصلح للعباد کو اللہ پر واجب نہ جاننا ● اہل قبلہ کی نماز جنازہ جائز سمجھنا ● اللہ عزوجل کو جہت سے پاک ماننا ● آخرت میں اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے شرفیاب ہونا ● سلطان اسلام کے خلاف خروج نہ کرنا ● ہر مسلمان امام نیک وفاجر کے پیچھے نماز درست جاننا ● بندوں کے افعال کو اللہ کی مخلوق ماننا ● اللہ تعالیٰ کا جسم و جسمانیات سے مطلقا پاک ہونا ● سواد اعظم کے اتباع کو رحمت اور اس میں اختلاف کو عذاب جاننا ● حیات انبیا (ایک پل کے لیے موت طاری ہونے کے بعد ان کا باحیات ہونا)۔

● اس پر ایمان رکھنا کہ اولیاے کرام کو انبیا ورسل کی وساطت سے کچھ علوم غیب حاصل ہوتے ہیں ● اور یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ میں سے بعض جزئیات کا علم بخشا ہے ● امام عالی مقام کا معرکہ کربلا میں بے قصور اور شہید ہونا

● یزید کا فاسق وفاجر ہونا ● اشعری یا ماتریدی ہونا۔

- تکملہ البحر الرائق میں ہے:

وفي خَبَرِ عبد اللهِ بن عُمَرَ عن النبي ﷺ أَنَّهُ قال: من كان على السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَهُ وَكَتَبَ له بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عشرَ حَسَنَاتٍ وَرَفَعَ له عَشْرَ دَرَجَاتٍ.فَقِيلَ له: يا رَسُولَ اللهِ! مَتَى يَعْلَمُ الرَّجُلُ أَنَّهُ من أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فقال: إِذَا وَجَدَ في نَفْسِهِ عَشَرَةَ أَشْيَاءَ فَهُوَ على السُّنَّةِ والجماعة: (١)أَنْ يُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَةِ.(٢)وَلَا يَذْكُرَ أَحَدًا من الصَّحَابَةِ بِسُوءٍ وَيَنْتَقِصَهُ.(٣) وَلَا يَخْرُجَ على السُّلْطَانِ بِالسَّيْفِ. (٤) وَلَا يَشُكَّ في إِيمَانِهِ. (٥) وَيُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ من اللهِ تَعَالَى. (٦) وَلَا يُجَادِلَ في دِينِ اللهِ تَعَالَى.(٧) وَلَا يُكَفِّرَ أَحَدًا من أَهْلِ التَّوْحِيدِ بِذَنْبٍ.(٨) وَلَا يَدَعَ الصَّلَاةَ عَلى مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.(٩) وَيَرَى الْمَسْحَ على الْخُفَّيْنِ جَائِزًا في السَّفَرِ وَالْحَضَرِ.(١٠) وَيُصَلِّيَ خَلْفَ كل إِمَامٍ بَرٍّ أو فَاجِرٍ.

وفي الْحَاوِي : مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مَنْ فِيْهِ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ:

الْأَوَّلُ: أَنْ لَا يَقُولَ شيئا في اللهِ تَعَالَى لَا يَلِيقُ بِصِفَاتِهِ.

وَالثَّانِي: يُقِرُّ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ.

والثالث: يَرَى الْجُمُعَةَ وَالْعِيدَيْنِ خَلْفَ كل بَرٍّ وَفَاجِرٍ.

وَالرَّابِعُ: يَرَى الْقَدَرَ خَيْرَهُ وَشَرَّهُ من اللهِ تَعَالَى.

وَالْخَامِسُ: يَرَى الْمَسْحَ على الْخُفَّيْنِ جَائِزًا.

وَالسَّادِسُ: لَا يَخْرُجُ على الْأَمِيرِ بِالسَّيْفِ.

وَالسَّابِعُ: يُفَضِّلُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا على سَائِرِ الصَّحَابَةِ .

وَالثَّامِنُ: لَا يُكَفِّرُ أَحَدًا من أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ.

وَالتَّاسِعُ: يُصَلِّي على مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ.

والعاشر: يَرَى الْجَمَاعَةَ رَحْمَةً وَالْفُرْقَةَ عَذَابًا.

﴿تکملہ البحر الرائق ،ج۸،ص ۲۰۸، دار المعرفة، بیروت﴾

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

” ● اولیاے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علومِ غیب ملتے ہیں، مگر بوساطتِ رسل علیہم الصلاۃ والسلام۔ معتزلہ خذلھم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب

مانتے اور اولیاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علومِ غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے، گمراہ ومبتدع ہیں۔ ● اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا، جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا، ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے۔[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۶۶، مکتبۃ المدینۃ]

● شرح عقائد میں ہے:

والمعراج لرسول الله ﷺ في اليقظة بشخصه إلى السماء ثم إلىٰ ماشاء الله تعالىٰ من العلىٰ حق أي ثابت بالخبر المشهور حتى أن منكره يكون مبتدعا .

﴿شرح العقائد ص ۹۱﴾

● اسی میں ہے:

وبالجملة من لا يرى المسح على الخفين فهو من أهل البدعة ، حتى سُئل أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه عن أهل السنة والجماعة فقال:أن تحب الشيخين ولا تطعن في الختنين وتمسح على الخفين .

﴿شرح العقائد النسفيه ﴾

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"جو کہے کہ اس کے یَد و عَیْن بھی ہیں تو جسم ہے، مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں، وہ گمراہ، بددین؛ کہ اللہ عزوجل کا جسم وجسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریاتِ عقائدِ اہل سنت وجماعت سے ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۹، ص۶۶، مکتبۃ المدینہ]

● ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے:

"اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت، بلکہ تمام انبیاے کرام علیهم الصلاة والسلام کے لیے صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ، یقینیہ، ضروریات مذہب اہلسنّت سے ہے، اس کا مُنکِر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیوں کر ہوگیا"۔ [ملفوظات اعلیٰ حضرت، ۵۰۵، ۵۰۴، المدینہ لائبریری]

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مگر اس (یزید پلید علیه مایستحقُّهٗ من العزيز المجيد) کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر الزام رکھنا ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبدمذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمّہ ہو"۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۲۵، مکتبۃ المدینہ]

● الروضة البهية میں ہے:

اعلم أن مدار جميع عقائد أهل السّنة والجماعة على كلام قطبين،أحدهما الإمام أبو الحسن الأشعري والثاني الإمام أبو منصور الماتريدي فكل من اتبع واحدا منها اهتدىٰ وسلم من الزيغ والفساد في عقيدته.

﴿الروضة البهية فيما بين الأشاعرة والماتريدية﴾

و الله تعالىٰ أعلم.

سوال(۵)-ضروریات دین کے منکر اور ضروریات مذہب اہل سنت کے منکر کا کیا حکم ہے۔؟

جواب :- ضروریات دین میں سے کسی بھی ایک کا انکار بلکہ ان میں ادنیٰ سا شک کرنا بھی کفر قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے اور ایسا کافر کہ اس کے کفر پر مطلع ہوکر اس کے کافر ہونے میں جو ادنیٰ سا شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک ضروریاتِ دین، اُن کا منکر، بلکہ اُن میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے، ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر"۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، رسالہ: رماح القہار علی کفر الکفار ص۶۶، مکتبۃ المدینہ]

● اسی میں دوسری جگہ ہے:

"ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے، یوں ہی ان میں شک و شبہہ اور احتمالِ خلاف ماننا بھی کفر ہے، یوں ہی ان کے منکر، یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا، یا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے"۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، کتاب السیر، رسالہ: المبین ختم النبیین ص۶۱، مکتبۃ المدینہ، ج:۶، ص۵۹-۶۰، رضا اکیڈمی]

● در مختار میں ہے:

و إن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلًا.

﴿باب الإمامة ج۱، ص ۳۰۰۔ ۳۰۱، ، دار الفكر ۔ بيروت،سنة النشر: ١٤١٥هـ – ١٩٩٤ء.﴾

● فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

"فالقسم الأول من أنكره من العوام والخواص فقد كفر؛لأنه كالمكذب للنبي ﷺ في خبره."
﴿الفتاویٰ الحديثية ، ص ١٤٤، دارالفکر ،بیروت﴾

- شرح جمع الجوامع میں ہے:

(جَاحِدُ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ الْمَعْلُومِ مِنْ الدِّينِ بِالضَّرُورَةِ) وَهُوَ مَا يَعْرِفُه مِنْهُ الْخَوَاصُّ وَالْعَوَامُّ مِنْ غَيْرِ قَبُولٍ لِلتَّشْكِيكِ فَالتحق بِالضَّرُورِيَّاتِ كَوُجُوبِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَحُرْمَةِ الزِّنَا وَالْخَمْرِ (كَافِرٌ قَطْعًا)؛لِأَنَّ جَحْدَهُ يَسْتَلْزِمُ تَكْذِيبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ. [حاشية العطار على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع للشيخ حسن بن محمد بن محمود العطار الشافعي (المتوفى: ١٢٥٠هـ)، ج ٢، ص ١٧٢، الكتاب الثالث : الإجماع، خاتمة]

- المعتمد المستند میں ہے:

"الإكفار لايجوز إلا إذا تحقق لنا قطعا أنه مكذِّب أو مستخف ،ولا قطع إلا في الضروريات ؛ لأن في غيرها له أن يقول :لم يثبت عندي ".
﴿المعتمد المستند ص ١٢﴾

- المعتقد المنتقد میں ہے:

"ماكان من أصول الدين وضرورياته يكفر المخالف فيه".[المعتقد المنتقد ،ص٢١٢]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"وليس إكفارجاحدالفرض لازما له وإنما هو حكم الفرض القطعي المعلوم من الدين بالضرورة ".
﴿فتاویٰ رضویہ اول ،کتاب الطهارة، رساله الجود الحلو في أركان الوضوء ص١٨٥﴾

- ایثار الحق علی الخلق میں ہے:

"إجماع الأمة على تكفير من خالف الدين المعلوم بالضرورة ".[إيثار الحق على الخلق، لابن الوزير عز الدين اليمني (المتوفى ٨٤٠هـ) ص ١١٢، طبعة دار الكتب العلمية، بيروت]

- شفااور اس کی شرح نسیم الریاض میں ہے:

(أجمع العلماء) على (أن شاتم النبي ﷺ المتنقص له كافر) مرتد بسببه (و الوعيد جار عليه بعذاب الله تعالى له، و حكمُه، عند الأمة القتل و من شك في كفره و عذابه كفر) لأن الرضا بالكفر كفر و لتكذيبه للقرآن في قولهِ تعالى: **وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ**. ﴿ج ٦، ص ١٥١، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ/ ٢٠٠١م﴾

سوال(۴)-ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت سے کسی ایک کے انکار کا حکم کیا ہے؟

جواب:- ضروریات مذہب اہل سنت میں سے کسی بھی امر کا انکار کفر نہیں البتہ ضلالت وگمرہی ضرور ہے، اس کا مرتکب گمراہ بد مذہب سخت فاسق وفاجر ہے۔

- قواطع الادلہ فی الاصول میں ہے:

"والضرب الثاني: ما يضل مخالفه إذا تعمّد ولا يصير كافرا وهذا إجماع الأمة الخاصة وذلك مما ينفرد بمعرفته العلماء كتحريم المرأة على عمتها وخالتها، وإفساد الحج بالوطء قبل الوقوف بعرفة، وتوريث الجدة السدس، وحجب بني الأم مع الجد،ومنع توريث القاتل، ومنع وصية الوارث، فإذا اعتقد المعتقد في شيء من هذا خلاف ما عليه إجماع العلماء لم يكفر، لكن يحكم بضلالته وخطائه.[قواطع الأدلة في الأصول ،ج ١، ص٤٧٢، دارالكتب العلمية، لبنان، الطبعة الأولى: ١٤١٨هـ/١٩٩٩م]

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"دوم ضروریاتِ عقائدِ اہلِ سنت، ان کا منکر بدمذہب ،گمراہ ہوتا ہے"۔[فتاویٰ رضویہ،ج۲۹،ص۲۶،رسالہ رماح القہار علی کفر الکفار،مکتبۃ المدینہ]

- اسی میں دوسری جگہ ہے:

"ان (ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت) کا منکر کافر نہیں ،بلکہ گمراہ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے"۔[فتاویٰ رضویہ ،ج۲۹،رسالہ: اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب، عقیدہ تاسعہ ص۶۲]

واللہ تعالیٰ اعلم۔☆

☆ اخیر کے یہ دونوں فیصلے درج ذیل علما نے باہمی معاونت سے تحریر کیے ہیں:
۱-حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی ۲-حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی
۳-حضرت مولانا صدر الوریٰ مصباحی ۴-حضرت مفتی بدر عالم مصباحی
۵-حضرت مولانا رضاء الحق مصباحی اشرفی ۶-حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی

اظہارِ مسرت

تاثراتِ علماے اہلِ سنت

مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی

امسال مجلسِ شرعی کا بائیسواں فقہی سیمینار (بتاریخ ۱۶/۱۷/۱۸/ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۹/۱۰/۱۱/ دسمبر ۲۰۱۴ء) امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے وسیع ہال میں منعقد ہوا، جس میں دہلی، راجستھان، چھتیس گڑھ، مہاراشٹر، گجرات، آندھرا پردیش، یوپی، بہار، جھارکھنڈ اور بنگال وغیرہ کے علما، فقہا اور مشائخ نے شرکت فرمائی۔ سیمینار کی آخری نشست میں وقت کی قلت کی وجہ سے چند مندوبین نے اپنے گراں قدر تاثرات پیش کیے اور صفحات کی تنگی کے پیشِ نظر ان میں سے چند تاثرات نذر قارئین ہیں۔[مرتب]

حضرت مفتی عبد الرحیم اکبری، سوجا شریف، راجستھان

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

حضرات! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے آج ہم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے بائیسویں فقہی سیمینار میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، ان حضرات نے پونہ کے سیمینار میں شرکت کے لیے فرمایا، وہاں بھی میری حاضری ہوئی اور اس سال پھر سوال نامہ ارسال کیا، یہ ان کی قدر دانی اور ذرہ نوازی ہے، یہاں آنے کے بعد ذہن کے اندر پیدا ہونے والے سوالات اور دل و دماغ کے اندر جو گوشے اور تمنائیں اور امنگیں تھیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ بر آئیں۔

ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت مفتی صاحب اپنے طور پر تمام مسائل تیار کرتے ہیں اور پھر دوسروں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے سیمینار کرتے ہیں، اور آخری فیصلہ ان ہی کا ہوتا ہے، مگر یہ حقیقت آج کھلی کہ آپ حضرات ان کے دوش بدوش ہیں۔ انھوں نے آپ کو آگے بڑھنے کے لیے حوصلہ دیا اور آپ ہی پر اس کام کو چھوڑا جیسا کہ ”اردو تراجم قرآن“ کے مسئلے سے معلوم ہو رہا ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے۔

دوسری بات یہ کہ جو لوگ پہلی مرتبہ سیمینار میں شرکت کرتے ہیں ان کا دل نازک ہوتا ہے، بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو دل شکنی کا سبب بن جاتے ہیں، مگر از اول تا آخر تمام نشستوں میں میں نے دیکھا کہ تمام لوگوں کے دلوں کی تمناؤں اور ان کی قدروں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، بارہا ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے پہلی بار آنے والا مندوب یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں یہاں پہلی مرتبہ شریک ہو رہا ہوں اور الحمد للہ میں نے طلبہ اور اساتذہ سے لے کر سربراہان حضرات تک کو آنے والوں کے لیے شفیق، محبت کرنے والا اور تعظیم کرنے والا پایا، یہ بہت خوش کن بات ہے، اس پر ہم آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

۱۹۸۶ء میں ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا غلام حسین صاحب مد ظلہ العالی نے سوجا شریف میں دار العلوم فیض صدیقیہ قائم کیا، مختصر سی مدت میں اس ادارے نے راجستھان کے اندر بہت سارے کام کیے، ہمارے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور جو آفاقی شہرت کا حامل ہے ادارہ، اس کے سیمینار میں کبھی ہم شریک ہو سکتے ہیں، لیکن یہ آپ حضرات کا خلوص، قدر دانی اور امت مسلمہ کی خیر خواہی کا جذبہ ہے کہ آج ہم دار العلوم فیض صدیقیہ کے ایک نمائندے کی حیثیت سے اس سیمینار میں شریک ہیں۔ اہلِ سنت و جماعت کو متحد کرنے اور انھیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا یہ بہت بہترین راستہ ہے۔ اللہ رب العزت اس سلسلے کو قائم و دائم رکھے۔ اور ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اپنے تمام بزرگوں سے دعاؤں کے طالب ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد دام ظلہ العالی نے آپ حضرات اساتذۂ کرام وطلبہ وارکان کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ہے۔ ☆☆

حضرت مولانا محمد علی فاروقی مصباحی، رائے پور، چھتیس گڑھ

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

حضرات! آج کا یہ عظیم الشان اجلاس ہمارے روشن مستقبل کی عظیم الشان ضمانت ہے۔ مجلس شرعی کا بائیسواں فقہی سیمینار الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے علمی، فکری ماحول میں منعقد ہوا۔ ایسا لگتا تھا کہ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ کا فیضان ٹوٹ ٹوٹ کر برس رہا ہے اور ہمارے اربابِ حل و عقد اور مفتیانِ کرام کے قلب و جگر پر اس کے انوار و تجلیات برس رہے ہیں۔

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

جانشینِ حضور حافظِ ملت پیرِ طریقت سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے آج سے کئی سال پیش تر سراج الفقہا محقق مسائلِ جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ کی فرمائش پر اس کی بنیاد رکھی اور یہ بنیاد اس طرح آگے بڑھی کہ آج ماشاء اللہ کئی لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ہم بھی ایک سیمینار منعقد کریں، اللہ رب العزت انھیں مزید حوصلہ عطا فرمائے۔

مسائل تو ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، روزِ اول سے روزِ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور انھیں حل کرنے کے لیے علمائے کرام وفقہاے عظام کا ایک عظیم قافلہ چاہیے، اس قافلے کے لیے جگہ چاہیے، اترنے کا مقام چاہیے، جمع کرنے کے لیے گھر چاہیے، الحمد للہ حضور حافظِ ملت کے فیضان سے الجامعۃ الاشرفیہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور صرف محسوس کرنے کی حد تک نہ رہا بلکہ اس مقصد کو حاصل کر لیا اور ہم سب کو ایک جگہ جمع کیا۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی ہم اسی طرح جمع ہوتے رہیں گے اور نئے مسائل کا حل نکالتے رہیں گے۔

حضرت مولانا نظام الدین مصباحی، جمداشاہی، بستی

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ مجلس شرعی کا یہ بائیسواں فقہی سیمینار اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ۲۲؍ سال کی مدت وہ مدت ہوتی ہے جس میں گورنمنٹی ملازمین کو ان کی اطمینان بخش خدمات کی بنیاد پر ایک اعزاز دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب دس سال کسی ملازم نے اطمینان بخش خدمات انجام دیں تو سلیکشن گریڈ ملتا ہے اور بائیس سال کی مدت پوری ہونے پر سوپر سلیکشن گریڈ لگتا ہے۔ الحمد للہ ہم بڑی مسرت اور شادمانی محسوس کر رہے ہیں کہ فقہی سیمینار کا یہ سلسلہ اس منزل میں داخل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ الرحمٰن یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

اس کاروان علم وتحقیق کو آگے بڑھانے پر سرپرست مجلس شرعی، صدر مجلس شرعی اور ناظم مجلس شرعی مد ظلہم العالی بجا طور پر ہم لوگوں کی طرف سے اور پوری جماعت اہلِ سنت کی طرف سے بے حد شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کا سایۂ عاطفت ہم لوگوں کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ اس موقع پر مجلس شرعی کی جواب تک کاوشیں تھیں وہ بھی "مجلس شرعی کے فیصلے" کے عنوان سے منظرِ عام پر آگئیں، یہ پوری جماعت اہلِ سنت کے لیے یقیناً ایک عظیم فقہی دستاویز ہے اس پر بھی یہ حضرات پوری جماعت اہلِ سنت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس سلسلے کو قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

حضرت مولانا ممتاز احمد مصباحی، گھوسی، مئو

لك الحمد يا الله، و عليك الصلوٰة والسلام يا رسول الله

معزز فقہاے کرام، علماے ذوی الاحترام، طالبانِ علوم نبوت، رفیقانِ گرامی! پوری ذمہ داری کے ساتھ ہم اس بات کا اعتراف واعلان کرتے ہیں کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور دنیاے سنیت کی عظیم علمی، فکری اور انقلابی درس گاہ ہے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا زبردست سینٹر ہے۔ جامعہ اشرفیہ میں ملی، جماعتی، دینی اور دعوتی ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مجلس شرعی کا قیام قابلِ تبریک اور لائقِ تحسین اقدام ہے۔ مجلس شرعی کے حوالے سے جو فقہی سیمینار ہو رہے ہیں بلا شبہہ یہ فقہ وافتا اور تحقیق وریسرچ کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے خلف الصدق اور ان کے جانشین، داعیانہ اور مخلصانہ کردار کے حامل حضرت عزیزِ ملت مد ظلہ العالی کی سربراہی میں روز بروز شاہ راہِ ترقی کی طرف گام زن ہے۔ یہ بائیسواں فقہی سیمینار ہے جس میں ہم شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اس میں ملک کے مختلف حصوں اور علاقوں کے اکابر علماے کرام وفقہاے ذوی الاحترام کی پوری ٹیم شریک ہے۔ یہ سیمینار اکابرِ اہلِ سنت، بالخصوص عمدۃ المحققین صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور سراج الفقہا، محققِ مسائلِ جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتا وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ اور دیگر اکابر علما کی فاضلانہ اور محققانہ وفقیہانہ صدارت ونظامت میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اس اجلاس میں ہمارے فقہاے کرام نے سر جوڑ کر پوری فقہی بصیرت کے ساتھ بحث ومباحثے میں حصہ لیا، تمام لوگوں کو اظہارِ راے کی پوری آزادی دی گئی اور ہم جیسے نو آموز طالب علموں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا، اس کے لیے ہم آپ سب کے شکر گزار ہیں، یہاں توقع سے کہیں زیادہ ہمیں سہولیات میسر ہوئیں۔ قیام، طعام اور مہمان نوازی الحمد للہ اعلیٰ پیمانے کی رہی، بلا شبہہ یہ آپ ہی حضرات کا حصہ ہے۔

ہم فرزندانِ اشرفیہ اور جو بھی دنیاے سنیت سے وابستہ ہیں ان سب کا یہ فرض ہے کہ ہم الجامعۃ الاشرفیہ کا ہر طرح سے تعاون کریں اور تعاون کا ادنیٰ

درجہ یہ ہے کہ اس کی جو نیک نامی اور آفاقی شبیہ بنی ہوئی ہے، ہم اسے متاثر نہ ہونے دیں۔

حضرت مولانا حافظ حمید الحق، ہرارے، زمبابوے

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات! یہ بائیسواں فقہی سیمینار ہے جو اختتام پذیر ہونے کو ہے، آج سے بائیس سال قبل جب یہ سیمینار شروع ہوا تھا اس وقت ہم بچے تھے، لیکن اس وقت اس کے پچیس سال پورے ہونے میں صرف تین سال باقی ہیں، عن قریب یہ اپنا سلور جبلی منانے کو ہے، ان شاءاللہ جب پچیسواں سیمینار ہوگا تو اس کی بہاریں اور ہوں گی۔

اِس دھرتی کے ایک ایک ذرے پر حضور حافظِ ملت کا کرم ہے، بزرگوں کا فیض ہے اس کی طرف جو بھی غلط نظر اٹھائے گا اس کے لیے ناکامی ہے۔ یہ چمن باغِ فردوس ہے، یہاں کی بہاریں باقی رہیں گی اور یہاں کے علما و مشائخ قیامت کے دن بھی اپنی دینی خدمات کی بدولت پہچانے جائیں گے، ہم تو طالب علم ہیں، سیمینار میں اس مقصد سے شریک ہو جاتے ہیں کہ علما و مشائخ کی زیارت کر لیں اور علماے کرام کی بحثیں سن لیں۔

اس وقت ضروریاتِ دین اور ضروریاتِ اہلِ سنت کے موضوع پر بحث ہو رہی تھی، یہ موضوع بہت حساس ہے، بسا اوقات اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، ضرورت پڑنے پر دسیوں کتابیں تلاش کرنے کے بعد کچھ چیزیں ملتی تھیں، مگر الحمدللہ آج بہت سی چیزیں ہمیں چند گھنٹوں میں معلوم ہوگئیں۔ اسی تعلق سے ایک مختصر سا واقعہ یاد آرہا ہے کہ...

ایک بادشاہ نے اعلان کیا جو ہمیں خوش کرے گا اس کو انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ ایک مچھیرا تھا اس نے مچھلی پکڑ رکھی تھی، وہ مچھلی لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ انعام واکرام حاصل کرے۔ جاتے ہوئے طلبہ کی ایک جماعت کے پاس پہنچا جو بار بار اس بات کو دہرا رہے تھے کہ خنثیٰ نہ مذکر ہوتا ہے نہ مونث، اس کے کان میں یہ الفاظ پڑ گئے، جب بادشاہ کے دربار میں پہنچا تو اس کے حاشیہ برداروں نے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس دیہاتی سے سوال کرے کہ یہ مچھلی مذکر ہے یا مونث۔ اس دیہاتی سے بادشاہ نے سوال کیا کہ جو مچھلی تم لائے ہو یہ مذکر ہے یا مونث، تو اس کی زبان سے فوراً نکل گیا کہ یہ خنثیٰ ہے، نہ مذکر ہے نہ مونث، بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام سے نوازا۔

ہم بھی یہی سوچ کر سیمینار میں شریک ہو جاتے ہیں کہ علماے کرام کی بحثیں اور ان کی باتیں سن لیں، کیوں کہ یہ باتیں کافی مطالعہ کے بعد بھی حاصل نہیں ہو پاتیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ سیمینار ایسے ہی چلتا رہے، پھلتا پھولتا رہے اور جو بھی پیچیدہ مسائل ہیں، اس پر بحث ہوتی رہے۔

جانشینِ حضور حافظِ ملت، سربراہِ اعلیٰ اور عمدۃ المحققین، صدر العلما اور سراج الفقہا محقق مسائلِ جدیدہ کی یہ کاوشیں ہیں جو آج ہم یہ بہار دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ ہم سب پر قائم ودائم رکھے اور یہ کارواں آگے بڑھتا رہے اور امتِ مسلمہ کی رہ نمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے۔

حضرت مولانا مفتی ایاز احمد مصباحی، پونہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات! آج انتہائی مسرت اور خوشی کا احساس ہو رہا ہے، استاذ مکرم سراج الفقہا محقق مسائلِ جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میرے چہرے پر بشاشت کا احساس ہو رہا ہے، آج یقیناً میں خوش ہوں، کیوں کہ آج میں مادرِ علمی کی آغوش میں پیچیدہ مسائل حل کرنے کے لیے اس کے بڑھائے گئے قدم میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جدید مسائل کو حل کرنے کے لیے اتنے مفتیانِ کرام کا اکٹھا کر لینا بلا شبہہ جامعہ اشرفیہ کا امتیاز ہے۔ آج الحمدللہ مجلس شرعی کا بائیسواں فقہی سیمینار اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اس سیمینار میں جن موضوعات کو لیا گیا تھا ان سب پر بڑی اچھی گفتگو ہوئی اور فیصلہ بھی مکمل ہو چکا ہے، صرف ایک مسئلہ جو اردو تراجم قرآن کو دوسری زبان کے رسم الخط میں لکھنے کا تھا، شرحِ صدر نہ ہونے کی وجہ سے اسے ملتوی رکھا گیا ہے۔

میں اس کے اربابِ حل و عقد، خصوصیت کے ساتھ جانشین حضور حافظِ ملت پیرِ طریقت سربراہِ اعلیٰ حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ اور ناظمِ تعلیمات عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ اور ناظمِ مجلسِ شرعی سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ کو مبارک باد دیتا ہوں اور اس کے ساتھ مجلس شرعی کے تمام ارکان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ حقیقی طالب علمی کا زمانہ آغوش مادر علمی میں پایا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس چمن کو مزید ترقیاں عطا فرمائے اور جن حضرات نے اس میں حصہ لیا انھیں دارین میں بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆